روضۂ حسینی

شمارہ ۳ - اکتوبر ۲۰۱۲

سہ ماہی مجلہ حسینی ثقافت پر مشتمل حرم مقدس امام حسین علیہ السلام کیجانب سے جاری

حضرت حمزہ بن قاسم علیہ السلام

مدینۃ الزائرین

کلام انیس

مقام مکالمہ امام حسین علیہ السلام با عمر ابن سعد روز عاشور

قال ابا عبد الله علیه السلام : موضع قبر الحسین بن علی منذ دفن فیه روضة من ریاض الجنة و قال موضع قبر الحسین ترعة من ترع الجنة

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کی دفن ہونے کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور پھر فرمایا کہ یہ جنت کے بلند باغوں میں سے ایک بلند باغ ہے۔

ماہ محرم کی آمد

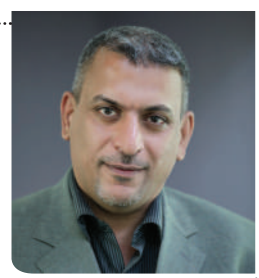

صدیوں سے فرزندان اسلام فریضہ حج ادا کرنے اور خلیل اللہ اور ذبیح اللہ کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے ہر سال منیٰ میں کعبۃ اللہ کے گرد جمع ہوتے ہیں جہاں وہ مناسک حج ادا کرتے ہیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یاد میں قربانی بھی کرتے ہیں۔ جب حضرت خلیل اللہ اپنے فرزند اسماعیل علیہ السلام کو قربان کر رہے تھے تو اللہ نے ان کی جگہ ایک دنبہ بھیج دیا او ر اسماعیل علیہ السلام ذبح ہونے سے بچ گئے اور فرمایا ہم نے اس قربانی کو ذبح عظیم میں بدل دیا ہے اور یہ وہ ذبح عظیم ہے جس کے بارے میں علامہ اقبال کہتے ہیں

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر معنی ذبح عظیم آمد پسر

یعنی کیا شان ہے ان ذوات مقدسہ کی کہ باپ نقطہ بائے بسم اللہ ہے اور بیٹا ذبح عظیم کا مصداق ہے مگر عجب یہ ہے کہ جس طرح فرزندان اسلام منیٰ میں ایک فرزند رسول کی یاد مناتے ہیں اس طرح وہ کربلا میں ایک فرزند رسول کے ذبح ہونے کی یاد کو پوری طرح نہیں مناتے۔ بلکہ کربلا میں قربان ہونے والے فرزند رسول امام حسین علیہ السلام انبیا کے وارث ہیں۔ تمام انبیا کی شریعتوں کے وارث ہیں اسلام کی بقا کے ضامن ہیں۔ مظہر صفات الہیٰ ہیں۔

کربلا منارئہ ہدایت ہے۔ کربلا سے ہی حقیقی اسلام ملتا ہے۔ اہل اسلام کے لئے ضروری ہے کہ وہ عرفات و منیٰ کے بعد کربلا کی یاد کو تازہ کریں جس کے لئے امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو وصیت فرمائی کہ عزاداری کے لئے دس ہزار درہم مختص کئے اور فرمایا میری وفات کے بعد منیٰ کے میدان میں میرے دادا امام حسین علیہ السلام کی یاد منانا اور واقعات کربلا بیان کرنا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو سکے حقیقی اسلام کیا ہے اور اسلام کے حقیقی ورثاء کون ہیں

بقلم حسین السلامی

سہ ماہی مجلہ بین الاقوامی رابطہ حرم مقدس امام حسین علیہ السلام کیجانب سے

6

10

18

روضہ حسینی

یہ مجلہ حرم مقدس امام حسین علیہ السلام کے زیر اہتمام پرنٹ ہوکر اردو زبان زائرین کی خدمت میں پیش ہے۔

www.imhussain.com

الأمانة العامة للعتبة الحسينية المقدسة

حرم مقدس امام حسین علیہ السلام

مینجیگ ایڈیٹر
سید محمد حسین العمیدی

چیف ایڈیٹر
حسین السلامی

ایڈیٹر
یحیی الفتلاوی

منتظم
حسن علی کاظم

ثقافتی و فکری مشاورت
سید عباس النقوی

مجلس تحریر
سید احسن علی زیدی - شیخ مظهر حیات
شیخ بلال حسین منیر

ڈیزائنر
علی جواد سلوم - یاس خضیر

کمپوزنگ
وسیم حیدر زیدی - علی عباس رضوی

فوٹو گرافر
حسن معاش - قاسم العمیدی

فون نمبر
00964 - 7801032655

ایمیل
alroudha_magazine@yahoo.com

ویب سائیٹ
www.imhussain.com

دارالضیاء پرنٹینگ پریس - نجف اشرف

حر نے کہا کے دور ہو، او دشمن خدا!
تو مفتری کے ساتھ ہے میں مقتدا کے ساتھ
آتا ہے وہ بھلا کہیں سائے میں بوم کے
پایا ہو جس نے اوج سعادت ہما کے ساتھ
بہکانہ تو مجھے کہ نہ چھوڑوں گا راہ راست
رستہ بھی کوئی بھولتا ہے راہ نما کے ساتھ
پہنچا دیا کہاں سے کہاں خضر بخت نے
جاتا ہوں اب بہشت میں فوج خدا کے ساتھ

• **کلام:** میر ببر علی انیس

32

36

38

41

سید الموحدین امیر المومنین علیہ السلام کی نگاہ میں توحید کا مفہوم

سید نسیم عباس النقوی

گزشتہ سے پیوستہ

نہج البلاغہ میں پہلے خطبے کے تیسرے جملے میں فرماتے ہیں ۔لا یودی حقہ المجتھدون››ترجمہ››انتھک کوشش کرنیوالے اللہ کا حق ادا نہیں کر سکتے '› اللہ سبحانہ ورسول اعظم کے کلام کے بعد امیر المومنین کے خطبے نہ صرف بلاغت و فصاحت میں کمال تک پہنچے ہوئے ہیں بلکہ معارف کا خزینہ بھی ہیں ۔

سب سے پہلے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کے بندوں کے اوپر حقوق کونسے ہیں ؟ اور دوسرا سوال یہ ہے کہ امام کے قول میں مجتھدوں سے کون لوگ مراد ہیں ؟ اور تیسرا سوال یہ ہے کہ مجتھد ہونے کے باوجود وہ کیسے اللہ کا حق ادا نہیں کر سکتے ؟ آئیے پہلے سوال کے جواب میں دیکھتے ہیں کہ اللہ کے کونسے حقوق ہیں ان حقوق میں سب سے اہم حق اللہ کا بندوں کے اوپر یہ ہے کہ اللہ کی معرفت حاصل کی جائے اور اسی خطبے میں امام العارفین نے فرمایا ہے کہ '›اول الدین معرفتہ '› دین کی ابتداء اللہ کی معرفت سے ہوتی ہے ۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کے پاس اللہ کی معرفت نہیں ہے اسکا کوئی دین نہیں ہے ۔ہاں یہ ضرور ہے کہ معرفت کے مراتب ہیں ۔لیکن کم سے کم اتنی معرفت ضروری ہے کہ جس سے انسان مومن کہلا سکے موحد کہلا سکے ۔وگرنہ اگر معرفت کی کمی ہو طاعت میں کوتاہی ہو تو شاید انسان اس آیت کا مصداق بن جائے ۔

(ومایومن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون)ترجمہ›› ان میں اکثر لوگ اللہ پر ایمان لانے کی حالت میں مشرک ہوتے ہیں '›اب سوال یہ ہے کہ اللہ سبحانہ کی معرفت کیسے حاصل کی جائے ۔تو معرفت کا عظیم منبع قرآن ہے اور اسکے ساتھ ساتھ آئمہ علیھم السلام کا فرمان ہے ۔

چونکہ خدا کی معرفت غالباً اسکی صفات سے حاصل کی جاتی ہے لہذا جوشن کبیر میں اللہ سبحانہ کی ایک ہزار صفات بیان ہوئی ہیں اسکی شرح کو اگر دیکھ لیا جائے تو معرفت میں خاطر خواہ اضافہ ہو گا ۔

آئیے دیکھتے ہیں اللہ سبحانہ کے اور کونسے حقوق ہیں اسی طرح رسول اور آئمہ اور قیامت کی معرفت بھی اللہ کے حقوق سے ہے کیونکہ اگر ان ہستیوں کی معرفت نہ ہوگی تو اللہ کی معرفت نہ ہوگی ۔حدیث قدسی میں ہے کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقتک یا محمد '›میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو اے محمد آپ کو خلق کر دیا '›

اسی طرح اللہ سبحانہ کے حقوق میں سے ایک اور حق طاعت پرور دگار کا ہے اور صحیح اطاعت کیلئے معرفت چاہیئے لہذا اصول دین کے ساتھ ساتھ فروع دین کی معرفت بھی ضروری ہے نہ صرف فروع دین کے ناموں کی معرفت بلکہ احکام کی معرفت اورا صول دین کی دلیل سے معرفت ضروری ہے اور روحانی بیماریوں سے پاک ہونے کیلئے روحانی بیماریوں کی معرفت اور انکے علاج کی معرفت ضروری ہے کیونکہ پرور دگار نے فرمایا›› قد افلح من زکھا وقد خاب من دسھا›› پس وہ کامیاب ہو گیا جس نے اپنے دل کو روحانی بیماریوں سے پاک کر لیا اور وہ ناکام ہو گیا جس نے گناہوں سے پراگندہ کیا ۔روحانی بیماریاں بہت زیادہ ہیں مثال کے طور پر شرک،ریائ،چغل خوری ،حسد ، تکبر ،غیبت ،دھوکہ ،بخل ،دنیا ،شہرت ،حکومت ،مال کی محبت ،غفلت ،جہالت ،غرور ،اذیت دینا ،اہانت کرنا۔

اللہ سبحانہ نے قرآن میں فرمایا '،اطیعوا اللہ والرسول واولی الامر منکم '،ترجمہ: اللہ کی اطاعت کرو اور اسکے رسول کی اور تم میں سے جو صاحب امر ہو۔

اب دوسرے سوال کا جواب دیکھتے ہیں کہ قول امام میں مجتھدوں سے کون لوگ مراد ہیں؟ عربی زبان میں انتھک کوشش کرنیوالے کو مجتھد کہتے ہیں ۔اور اصطلاح میں جو شخص احکام شرعیہ فرعیہ کو ادلۃ سے استنباط کرنے کی صلاحیت اور ملکہ رکھتا ہو اسے مجتھد کہا جاتا ہے ۔لیکن کلام امام میں مجتھد سے مراد لغوی معنٰی ہے ۔اگر چہ اس لغوی معنی میں مجتھد بالمعنی الخاص بھی داخل ہیں ۔

لیکن یہاں پر ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے ۔کہ ایک طرف امام علیہ السلام مجتھد کا لفظ استعمال فرما رہے ہیں جسکا معنی ہے بہت زیادہ کوشش کرنے والا اور دوسری طرف فرما رہے ہیں کہ کوشش کرنیوالے اللہ کا حق ادا نہیں کر سکتے ۔

تو جواب یوں ہو گا کیونکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ذات غیر محدود ہے اور اس کی معرفت بھی غیر محدود ہے ۔تو انسان چونکہ ممکن الوجود ہے ہر لحظہ پرور دگار کا محتاج ہے اور انسان کو عطا کردہ صلاحیتیں پرور دگار کی طرف سے ہیں اور اللہ کی نسبت انسان کی صلاحتیں محدود ہیں ۔لہذا انسان محدود ہو کر اپنے لا محدود پرور دگار کی معرفت کا احاطہ کیسے کر سکتا ہے ۔اور معرفت کما حقہ نہ ہو گی تو اطاعت بھی کما حقہ نہ ہو گی ۔کچھ معرفت ایسی ہے وہ ہو ہی نہیں سکتی ۔لیکن جتنی معرفت ہو سکتی ہے اس میں کوتاہی اطاعت میں کوتاہی کی موجب ہو گی شاعر نے کہا

جان دی ،دی ہوئی اسکی تھی
حق تو یہ ہے حق ادا نہ ہوا

اور پچھلے جملے میں امام نے فرمایا تھا کہ شمار کرنے والے اللہ کی نعمتوں کو شمار نہیں کر سکتے ۔تو اس جملے کا موجودہ جملے سے ربط ہے جب نعمتیں ہوتی ہے تو اللہ سبحانہ کا حق بڑھ جاتا ہے ۔اور جب نعمتیں شمار سے باہر ہو جائیں تو پھر حق ادا کرنے سے انسان عاجز آجاتا ہے ۔لیکن اللہ کی ہر نعمت کا کم سے کم حق یہ ہے کہ اسے خدا کی اطاعت میں استعمال کیا جائے ۔نافرمانی میں استعمال نہ ہو ۔زندگی ایک نعمت ہے ،مال ایک نعمت ہے ،اولاد نعمت ،ایمان وعلم نعمت ، آنکھ ،کان ،زبان، عقل ،صحت ،امن وامان ،رشتہ دار،اچھے ہمسائے ،اچھے دوست ،سب اللہ کی نعمت ہیں ۔ان نعمتوں پر اللہ کا کمال حق تو ادا نہیں ہو سکتا لیکن یہی احساس بندہ مومن کے دل میں کہ نعمتیں زیادہ ہیں اور میں حق ادا کرنے سے عاجز ہوں خدا کو پسند ہے لیکن یہ پسندیدگی تب ہو گی جب انسان مجتھد ہو گا ۔یعنی اپنی انتھک کوشش سے خدا کے حقوق معرفت وطاعت میں لگا رہے ۔پھر بھی دل میں احساس تقصیر رہے کہ حق ادا نہ کر سکا یہی بندگی کا پہلا زینہ ہے ورنہ تکبر اور عجب پیدا ہو گا اور ساری عبادتیں ضائع ہو جائیں گی ۔آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ امیر المومنین کے صدقے اپنے حقوق ادا کرنے کی توفیق ادا فرمائے اور ہمیں یہ احساس عطا کرے کہ ہم پھر بھی اللہ کے تمام حقوق کو ادا نہیں کر سکے ۔

دیوان وقف شیعی عراق کے زیر اہتمام کربلا کے ساتھ ساتھ دیگر شہروں میں رسول خدا کی شان میں توہین آمیز فلم کے خلاف احتجاج

دیوان وقف شیعی عراق کے زیر اہتمام کربلا کے ساتھ ساتھ دیگر شہروں میں رسول خدا کی شان میں توہین آمیز فلم کے خلاف مختلف مقامات پر احتجاجی اجتماع ہوئے جس میں بھر پور احتجاج کیا گیا ۔ رسول اللہ کی نصرت میں اور آپ سے وفاداری و محبت کا ثبوت دینے کے لئے لبیک یا رسول اللہ کے عنوان سے کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں سیاسی شخصیات کے علاوہ علمائے کرام اور دیوان وقف شیعی کے مسئولین نے شرکت کی اور مقررین و خطباء حضرات نے رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں توہین آمیز اور مذموم فلم بنانے والوں کی شدید مذمت کی ۔ اس موقع پر مقررین نے کہا کہ ہم امت مسلمہ رسول اکرم صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت کی توہین ہر گز برداشت نہیں کر سکتے اور ہم ہر قوت کے خلاف متحد ہو کر سخت ترین مزاحمت کریں گے ۔ ہم اپنا امن کا پیغام دنیا بھر کو دینا چاہتے ہیں یہی ہمارے رسول کی تعلیمات ہیں جسے بزدلی یا کمزوری نہ سمجھا جائے بلکہ اس پیغام کے ساتھ ہم بھرپور مذمت کرتے ہیں کہ چند نا عاقبت اندیش لوگ مغرب و مشرق میں نفرتیں پھیلانے کی مذموم کوششیں کر رہے ہیں ۔

حرم امام حسین علیہ السلام میں شیشہ کاری کی تجدید

شعبہ تجدید شیشہ کاری کے مسئول علی جاسم محمد نے کہا ہے کہ بعض دیگر شعبوں کے تعاون سے حرم مقدس امام حسین علیہ السلام میں جدید شیشہ کاری کا عمل جاری ہے جس میں اعلیٰ قسم کا شیشہ استعمال ہو رہا ہے جو کچھ امریکن کمپنی اور بعض سعودی کمپنی نے بنایا ہے۔ شیشہ کاری کا یہ عمل مردوں کے پورشن میں اور خواتین کے پورشن میں اور حضرت ابراہیم مجاب علیہ السلام والے حصہ میں تقریبا ۸۰٪ کام مکمل ہو چکا ہے۔ اس میں بعض رنگوں کا اضافہ کیا گیا ہے جیسے سرخ رنگ اور سنہری، سرخ رنگ کا اضافہ اس لئے کیا گیا ہے امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر جب آسمان نے گریہ کیا تو اس کا رنگ سرخ ہو گیا تھا ۔

شیشہ کاری کی تجدید کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ۱۵ شعبان ۱۹۹۱ء میں جب صدامی لشکر نے کربلا میں حضرت عباس علمدار علیہ السلام امام حسین علیہ السلام کے روضوں پر حملہ کیا اور ہزاروں مومنین کو حرم امام حسین علیہ السلام میں دروازے بند کر کے شہید کیا تو اس وقت حرم مقدس کی عمارت کو بہت نقصان پہنچا تھا حرم کی دیواریں گولیوں سے چھلنی ہو گئیں اس کے بعد حرم مبارک کی دیواروں پر عراقی شیشہ سے کام کیا گیا جو عام اور سادہ شیشہ تھا جو اس عظیم اور مقدس مقام کے شایان شان نہیں تھا اور ویسے بھی اسے میں چونا اور دیگر سادہ مواد استعمال کیا گیا تھا جو رطوبت کی وجہ سے خراب اور نمک کی طرح ابھر رہا تھا ۔ اب یہی عمل جدید طریقہ سے ہو رہا ہے دیوار پر پہلے فولاد کی چادر لگائی گئی ہے تاکہ دوبارہ رطوبت اثر انداز نہ ہو سکے ۔

حرم امام حسین علیہ السلام کے گنبد مبارک پر لہرانے والے علم پاک کی زیارت سے ہزاروں پاکستانی مومنین مشرف ہوئے

حرم مقدس امام حسین علیہ السلام کے سیکرٹری جنرل شیخ عبد المہدی کے پرسنل اسسٹنٹ سید سعد الدین ہاشم نے سید عباس نقوی کو حرم امام حسین علیہ السلام کے گنبد کا علم پاک بغرض زیارت مومنین پاکستان کے حوالے کیا جسکو پاکستان کے مختلف شہروں میں اس غرض سے لے جایا گیا ۔مختلف شہروں میں مومنین نے انتہائی عقیدت و احترام سے حرم امام حسین علیہ السلام کے گنبد پر لہرانے والے علم پاک کی زیارت کی لاہور میں امام بارگاہ غازی ابوالفضل العباس علیہ السلام سی ٹو میں مولانا صادق عباس رجائی نے علم کی زیارت کرائی ۔ اسکے بعد کاشانہ عباس ٹاؤن شپ میں سید سعادت نقوی کے ذریعے ،شیخوپورہ میں ممتاز بخاری ، میاں چنوں میں مولانا محمد رضا نقوی 127 /15L کلاں والا میں ماسٹر مقبول ، ملتان شاہ شمس تبریز رحمت اللہ علیہ کے مزار پر زوار حسین لنگاہ ،ممتاز آباد میں سید اکبر رضوی ،ممتاز آباد میں سید علی رضا نقوی ،کبیر والہ ، ساہیوال میں ابوذر نقوی ، چنیوٹ اور رجوعہ سادات میں حاجی مقبول ، اٹک میں سید مجاہد نقوی ،گجرات میں آفتاب نقوی ،رضوان جعفری

، راولپنڈی میں سید عمار رضوی ،اسلام آباد میں سید ظہیر الحسن ،فیصل آباد میں امامبارگاہ بوستان زہرا ،مرکزی امام بارگاہ اور علی مسجد میں سید عنصر زیدی ، مظفر گڑھ ، سرائے سلطان میں مولانا ارشاد حسین نقوی ،عارف والہ میں سید قرار نقوی ، میلسی میں امام بارگاہ ایوان حسین علیہ السلام میں سید احتشام وسید مستحسن نقوی ،بھلوال میں سید جعفر حسین نقوی کی وساطت سے لوگوں نے حرم امام حسین علیہ السلام کے علم پاک کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

علم پاک کو دوبارہ لاہور لایا گیا جہاں مختلف جامعہ مساجد ، حوزہ علمیہ ، امام بارگاہوں میں کثیر تعداد میں لوگ زیارت سے فیض یاب ہوئے ۔جس میں سے حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر ماڈل ٹاؤن آیۃ اللہ حافظ ریاض حسین نجفی صاحب ، جامعہ مسجد سمن آباد جامعہ مسجد کرشن نگر ، جامعہ مسجد لوگو شیڈ، جامع مسجد الحسن اچھرہ ،کربلا گامے شاہ ،امامیہ کالونی ، جعفریہ کالونی کرشن نگر ، جبکہ مولانا کرامت دمشقی کے زیر اہتمام ہربنس پورہ ، مغل پورہ لال پل، باٹا پور و دیگر مقامات پر زیارت کرائی گئی ۔علاوہ از ایں لاہور کے ہی علاقہ سانده، کھاڑک و نشیمن اقبال میں سید فیض الحسن نقوی ، مولانا سید کرم حسین نقوی اور کوٹ عبد المالک میں مولانا محمد رضا عابدی کی میزبانی میں علم مبارک کی زیارت کروائی گئی۔

ان مواقع پر مخلف مقامات پر رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے لوگوں کی کثیر تعداد نے علم پاک کے نیچے اپنی حاجات اور دعائیں مانگیں بہت سارے خواتین و حضرات نے اپنے عریضہ جات امام حسین علیہ السلام کی ضریح مبارک کے لئے دیئے جبکہ اکثر لوگوں نے گڑگڑا کر کربلا میں زیارت کی دعائیں مانگیں ۔ واضح رہے کہ یہ پہلا موقع ہے کہ حرم امام حسین علیہ السلام کی انتظامیہ نے علم حرم امام حسین علیہ السلام خود زیارت کے لئے بھیجا ہے۔

علم حرم امام حسین عنقریب اب ایران میں بھیجا جائے گا

شیعہ کون ہے ؟

• سید عباس النقوی

آج مسلمان پراگندہ ہیں ، انہیں آپس میں اتحاد و اتفاق اور باہمی تعلقات خوب سے خوب تر اور مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی اشد ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم شیعہ کون ہے ؟ کے عنوان سے لکھ کر اپنے عقائد بیان کر کے ان سادہ لوح مسلمانوں پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ شیعہ بھی اسلامی فرقوں میں سے ایک مسلم فرقہ ہے جس کا اقرار جامعۃ الازہر کے رئیس علامہ شیخ محمد شلتوت نے اپنے فتویٰ میں مذہب جعفری (شیعہ) کو اسلامی فرقہ تسلیم کیا ہے۔ واضح رہے کہ شیعہ عقائد تمام قرآنی اصولوں ،سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیرت آئمہ علیہ السلام پر قائم ہیں ۔ ہم گزشتہ شمارے میں تعارف تشیع کے حوالے سے کچھ نکات بیان کر چکے ہیں مزید کچھ باتیں وضاحت طلب ہیں جن کا بیان کرنا اس وقت مقصود ہے ۔

.۱اہل تشیع کا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم خداوند تعالیٰ کی کی نازل کردہ وہ آخری کتاب ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی اور یہ وہی قرآن کریم ہے جس کے متعلق خدا نے فرمایا ﴿انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون﴾ حجر ۹ ہم نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں ۔جو شخص بھی اہل تشیع کو تحریف قرآن کے حوالے سے متہم کرتا ہے وہ جھوٹا ہے اور اس کا یہ الزام باطل ہے جہاں تک مصحف علی علیہ السلام یا مصحف فاطمہ سلام اللہ علیہ کی بات ہے تو وہ دونوں مصاحف (کتابیں) قرآن مجید کے علاوہ ہیں ۔ یہ وہ کتب ہیں جو حوادث ، تاریخ و تفسیر قرآن کے متعلق تھیں ۔

.۲انبیا پر اہل تشیع کا عقیدہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے انبیاء و رسل بھیجے جن کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور یہ تمام کے تمام انبیاء اپنے ادوار میں مقدس ترین ، پاکیزہ ترین ، قابل عزت و احترام و توقیر ہیں ان میں سے کسی ایک کا انکار بھی جائز نہیں ہے ۔ ان میں سے پانچ اولعزم انبیاء ہیں حضرت نوح علیہ السلام،حضرت ابراہیم علیہ

السلام،حضرت موسیٰ علیہ السلام،حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ تمام کے تمام قابل تعظیم انبیاء ہیں جن کی نبوت قرآن و حدیث اور تاریخ سے ثابت ہے۔

.۳۔آئمہ علیہم السلام۔ اہل تشیع کا عقیدہ ہے خداوند متعال نے جب نبوت کا باب بند کیا تب بھی اپنی مخلوق کی ہدایت کا دروازہ کھلا رکھا اس حوالے سے قرآن میں ارشاد ہوتا ہے ۔ ﴿ انت منذر و لکل قوم ھاد ﴾ اے رسول آپ آگاہ کرنے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے ایک ہدایت کرنے والا ہو گا ۔ رسول اکرم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی احادیث میں بارہ امام ، بارہ نائب ، بارہ نقباء ، بارہ جانشین ، بارہ اوصیاء ، بارہ خلفاء کو حوالوں سے ذکر فرمایا ہے اور کئی موقعوں پر ان کے نام بھی بیان فرمائے ہیں اور واضح ترین احادیث میں فرمایا ہے کہ بارہواں نائب و خلیفہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی ۔ اس طرح کی احادیث عامہ و خاصہ کی کتب میں پائی جاتی ہیں ۔ اسلامی فرقوں میں کوئی بھی فرقہ اس قسم کا موجود نہیں ہے جس قسم کا سلسلہ امامت اہل تشیع کا موجود ہے ۔ جن کا علم ،حلم و شجاعت و سخاوت ، انداز و اطوار ، سیرت و کردار اور قول و عمل رسول اکرم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اتنا مشابہہ ہو جتنا اثناء عشری کے آئمہ اثنا عشر میں موجود ہے کیونکہ یہی وارث رسول ہیں ۔ ممکن ہے دنیا والے کوئی بھی بارہ افراد کی فہرست پیش کر دیں لیکن صاحبان عقل و ادراک ان کو خدا کے نمائندگان کے مقابلے میں لا کر خود فیصلہ کرلیں ۔ حضرت علی علیہ السلام سے لے کر مہدی آخر الزمان تک کوئی بھی ایسا امام نہیں جس نے لمحہ بھر بھی شرک و بت پرستی یا کوئی بھی گناہ کبیرہ و صغیرہ انجام دیا ہو ۔ مظلوموں کی فہرست میں ہمارے اماموں کا شمار ہوتا ہے لیکن کوئی ایک بھی امام ایک لمحہ کے لئے بھی ظالم نہیں تھے۔ نہ ہی بارہ اماموں میں سے کسی نے کم علمی کی بناء پر کسی کے دروازے پر سر کو جھکایا ہے۔

اہل تشیع تمام امت مسلمہ کو باوجود اس کے کہ ان میں فروعی اختلاف موجود ہوں امت واحدہ سمجھتی ہے اور تمام امت کو ایک خدا ایک رسول ایک قرآن کی بنیاد پر متحد و متفق دیکھنا چاہتے ہیں اور اس اتفاق و اتحاد کا نتیجہ عزت و احترام مومنین ہو گا۔ رسول اکرم صل اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

الاسلام یعلوا ولا یعلی علیہ اسلام ہمیشہ بلند رہے گا اس پر کوئی دوسرا مذہب بلند نہیں ہو گا ۔

قرآن میں شیعہ : سورہ صافات نمبر ۸۳ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وان من شیعۃ لا براھیم

حضرت نوح علیہ السلام کے اتباع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو گردانا گیا ہے یہی لفظ رسول اکرم صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے اتباع کرنے والے(پیروکار) کے لئے استعمال کیا ہے ۔ جس طرح کہ رسول اکرم صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

یا علی انت و شیعتك هم الفائزون یا علی آپ اور آپ کے شیعہ ہی کامیاب ہیں اس لئے ہی رسول اکرم صل اللہ علیہ واالہ وسلم کی زندگی میں ہی حضرت علی علیہ السلام کے چاہنے والے اسی نام سے پہچانے جانے لگے۔

(جاری ہے)

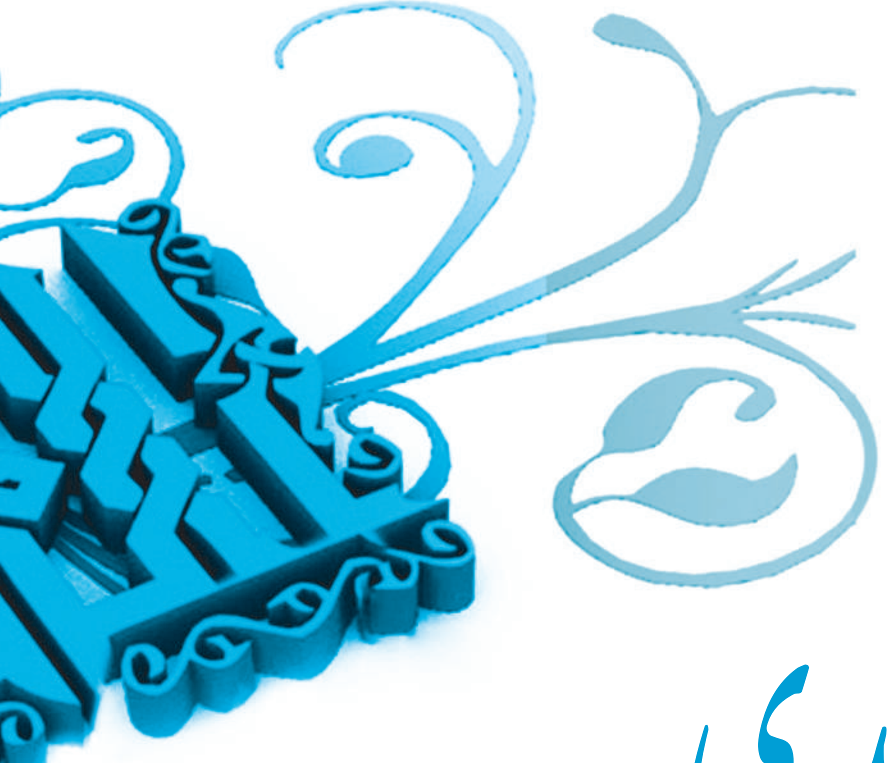

سعادت ابدی

ارشاد رب العزت اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ

• شیخ بلال النجفی (تیسری قسط)

خداتعالیٰ کی ذات کے حوالے سے دونقاط میں عموماًبحث کی جاتی ہے۔

(ا)وجودخدا (۲) توحید خدا

پہلے نقطہ سے مراد یہ ہے کہ اس کائنات کو بنانے والا کوئی ضرور ہے۔چونکہ دنیا کی کوئی چیز خود سے وجود میں نہیں آتی ۔جیسا کہ بوڑھی خاتون نے اپنے چرخے کی مثال سے دلیل دی کہ جب تک اس کو حرکت نہ دوں گردش نہیں کرتا تو یہ شمش و قمر لیل و نہار اور دنیا کا نظام خود بخود کیسے چل سکتا ہے ۔

اور دوسرے نقطے سے مراد یہ ہے کہ اس کائنات کو بنانے والا اور اس کا نظام چلانے والا وحدہ لا شریک ہے ۔جیسا کہ قرآن مجید کی آیت ہے '›لو کان فیھما آلاھۃ الا اللہ لفسد تا '› اگر اس زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسرا خدا (نعوذ باللہ) موجود ہوتا تو اس کا نظام تباہ ہو جاتا ۔

کیونکہ فرض کریں معاذ اللہ اگر دو خدا ہوتے تو اس کائنات کا نظام چلانے میں ان کو ایک دوسرے کے مشورے اور مدد کی حاجت ہوتی یا نہ ہوتی ۔اگر حاجت نہیں تو دوسرے کا وجود

فالتو ۔اس کی ضرورت نہیں ۔چونکہ دوسرے کے مشورے اور مدد کے بغیر جب ایک اکیلا اس کائنات کا نظام چلانے میں کافی ہے تو دوسرے کی ضرورت کیوں ؟ اور اگر محتاج ہوتے ایک دوسرے کے تو جو محتاج ہو وہ خدا نہیں ہوتا ۔اور پھر اس بات کی کوئی گارنٹی نہ تھی کہ دونوں کی رائے ایک ہوتی ۔

دونوں کی بات ایک ہوتی،دونوں ہر بات ،ہر کلام ،ہر قانون ،ہر نظام میں ایک دوسرے سے متفق ہوتے۔اور ان کی عدم اتفاقی سے کائنات تباہ ہو جاتا ۔اس وجہ سے ایک ملک کے دو صدر نہیں ہو تے ۔ دو وزیر اعظم نہیں ہوتے ۔بلکہ صدر اور وزیر اعظم کے اختیارات بالکل برابر برابر نہیں ہوتے ۔کیونکہ خدا تعالیٰ کی ذات اور حقیقت کی معرفت محال ہے حتیٰ کہ نبی و امام بھی اس کو درک نہیں کر سکتے ۔قرآن مجید میں وہ خود ارشاد فرماتا ہے '›لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار '›۔اور اس کی معرفت فقط صفات کے ذریعے ہی ممکن ہے اس لئے وجود توحید پہ دلیل کے بعد صفات کی معرفت ضروری ہے ۔اور کلمہ طیبہ میں ان دونوں نقاط کی طرف اشارہ موجود ہے ۔استثنیٰ کا لفظ یعنی '›الا اللہ›› وجود خدا کے اقرار کے لئے ہے اور حصر کلام (کوئی خدا نہیں سوائے اللہ کے) عقیدہ توحید کے اقرار کے لئے ہے ۔ خدائے تعالیٰ کے وجود اور وحدانیت پر دلیل کے بعد اس کے صفات کی معرفت ضروری ہے ۔اور پہلی قسط میں ہم نے صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کے نام بتلائے تھے اب ہر ایک کا تعارف و مطلب بیان کرتے ہیں ۔

صفات ثبوتیہ۔

عالم ۔خدا تعالیٰ کائنات کی ہر شی کا عالم ہے ۔اور ایسا نہیں کہ اشیاء کے پیدا ہونے کے بعد ان کا علم حاصل ہوا ہے۔ بلکہ ان کی خلقت سے پہلے بھی ویسے ہی ان کا علم تھا جیسے اب ہے ۔اور ان کی خلقت سے اس کے علم میں اضافہ نہیں ہوا۔کیونکہ اس کا علم اس کی عین ذات ہے ۔علم اور ذات دو الگ الگ چیزیں نہیں۔ اور ذات اس کی کائنات کی خلقت سے پہلے بھی تھی بعد میں بھی ہے۔لہٰذا اس کو ساری کائنات کا علم ان کی خلقت سے پہلے بھی تھا اب بھی ہے ۔

قادر ۔کائنات کی ہر شی اس کے قبضہ قدرت میں ہے ۔کوئی بھی چیز اس کی قدرت کے دائرہ سے باہر نہیں۔ تا کہ اس کی قدرت کو چیلنج کرے ۔مگر وہ اپنی قدرت کو استعمال کرتا ہے اپنی حکمت و عدالت کی روشنی میں ۔جبکہ دنیا کے مشاہدات میں جتنا کوئی پاور فل ہوتا ہے اتنا ظالم ہوتا ہے ۔اور وہ قادر مطلق ہونے کے باوجود پاور کو بے جا استعمال نہیں کرتا ۔یہی اس کی قدرت کی عظمت ہے

حی۔ ایسا زندہ ہے کہ وہاں فناء اور موت کا کوئی تصور نہیں چونکہ زندگی اس کی عین ذات ہے اور اس کی ذات لم یزل ولا یزال ہے ۔جبکہ ہماری زندگی اور ذات دو الگ الگ چیزیں ہے ۔اس لئے ایک دن زندگی ہم کو موت کے حوالے کر کے رخصت ہو جاتی ہے ۔

سمیع ۔ کائنات کی ہر شئ کی زبان و آواز کو سنتا و سمجھتا ہے مگر کان یا کسی آلہ کا محتاج نہیں ۔

بصیر۔کائنات کی کوئی چیز اس سے او جھل نہیں ہر شی ء کو ہر وقت وہ دیکھ رہا ہے ۔ چشم زدن کے لئے بھی کوئی چیز اس کی نظر سے غائب نہیں ہو سکتی ۔مگر دیکھنے کے لئے اس کو آنکھ وغیرہ کی حاجت نہیں ۔

مرید ۔جو بھی کام انجام دیتا ہے اپنے ارادہ و اختیار سیت انجام دیتا ہے کسی کام میں کسی قسم کی بھی اس کے لئے مجبوری پیدا نہیں ہوتی۔ جبکہ ہم کبھی والدین کے ہاتھوں ، کبھی معاشرے وسماج کے ہاتھوں اور کبھی دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے ہیں اپنے کاموں میں ۔

مدرک ۔کائنات کی ہر شئ فرداً فرداً اس کے مشاہدہ میں ہے ۔لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار '› لیکن وہ کسی ادارک و مشاہدہ میں نہیں سما سکتا ۔

ازلی وابدی ۔وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا

اس کی ابتداء و انتہا نہیں ہے ۔اس کی ذات لا محدود، اس کی صفات لا محدود، اس کا وجود لا محدود، اس کا فیض وجود لا محدود ۔

صفات سلبیہ۔

مجسم نہیں ۔وہ جسم و اعضاء نہیں رکھتا ۔جیسا کہ بہت سی چیزیں اور بھی ایسی ہیں جو موود ہیں وجود رکھتی ہیں ۔مگر ہو جسم واعضاء نہیں رکھتی ۔مثلاً روح ،آنکھوں کی بینائی ،لائٹ (بجلی) ۔

مرئی نہیں ۔دنیا و آخرت میں کبھی بھی اسے دیکھا نہیں جا سکتا ۔بلکہ حواس خمسہ میں سے کسی کے ساتھ اس کو حس نہیں کیا جا سکتا ۔چونکہ وہ محسوس ہونے والی چیزوں میں سے نہیں ہے ۔

لامکان۔ دنیا کی ہر شئ کسی نہ کسی جگہ اور وقت کے اندر پائی جاتی ہے مگر وہ زمان و مکان کے اندر نہیں ۔بلکہ ان سے ماوراء ہے ۔نہ جگہ میں سماتا ہے نہ وقت خاص میں پایا جاتا ہے ۔

مرکب نہیں ۔ نہ وہ اجزاء سے مرکب ہے ۔نہ کسی چیز کے ساتھ مکس ہے جیسے پانی دو گیس سے مرکب ہے اور انسانی جسم اربعہ عناصر سے مل کر بنا ہے ۔

حلول نہیں رکھتا ۔ جس طرح پانی میں چینی ڈالی جائے تو اس میں حل ہو جاتی ہے اس طرح دنیا کی کسی شئ میں وہ حل نہیں ہوتا ۔یا جس طرح خدا نخواستہ کسی انسان کو آسیب کا اثر ہو جاتا ہے اس طرح وہ کسی کے جسم میں سرایت نہیں کرتا ۔

محل حوادث نہیں ۔اس کے اندر کسی قسم کی موسمی وغیرموسمی تبدیلی نہیں آتی ۔ نہ اس کے علم میں کمی بیشی ہوتی ہے ،نہ طاقت میں کمزوری و زیادتی ہے ۔نہ زندگی میں بچپن و بڑھاپا ہے ۔

جوہر و عرض نہیں ۔نہ اس کا وجود کسی دوسرے وجود کے ذریعہ قائم ہے جس طرح مٹھاس کا وجود چینی کے ذریعہ قائم ہے ۔ اور نہ ہی اس کی ذات کی علمی قواعد و قوانین کے ذریعے ڈیفنیشن (ڈیفی نیشن) بیان کی جا سکتی ہے ۔

خدا ئے تعالی کی صفات کی دو قسمیں ہیں ۔

کچھ اس کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں اور وہ یہی صفات ثبوتیہ اور سلبیہ ہیں ۔

اور کچھ اس کے مقام و فعل سے تعلق رکھتی ہیں ۔مثلاً رازق، خالق، عادل، وغیرہ

اور پہلے قسم کا تعلق چونکہ ذات سے ہے ۔ اس لئے ذات کی معرفت انہیں میں ہی منحصر ہے ۔

اور دوسری قسم کا تعلق ان افعال سے ہے جن کے ذریعہ کائنات کا نظام اور مخلوقات کی خلقت حاصل ہوتی ہے ۔کائنات کا وجود، مخلوقات کی خلقت، اور ان کے اندر رائج نظام تکامل (نظام تکوینی) اور نظام شریعت یہ سب اس کے افعال کا نتیجہ ہے ۔یعنی خلق کرنا فعل ہے تو نتیجے میں مخلوقات وجود میں آئیں ۔اور رزق دینا فعل ہے تو نتیجے میں کائنات کے نمو اور تکامل کا نظام چل رہا ہے ۔

خلقت کی ابتداء ے دنیا کی انتہا تک اس کائنات کے اندر دو قسم کے نظام رائج ہیں نظام تکوینی اور نظام تشریعی

نظام تکوینی سے مراد اشیاء کی خلقت اور ان کے وجود میں حرکت و تکامل کا نظام ہے ۔اس نظام کا دو چیزوں میں دخل ہے ۔

(ا) خلقت ۔اس سے مراد یہ ہے کہ اس نے کسی کو انسان پیدا کیا ہے ،کسی کو حیوان ،کسی کو جنات ،کسی کو جمادات ،کسی کو مزکر ،کسی کو مونث ،کسی کو اس قوم و قبیلہ میں ،کسی کو دوسرے قوم و قبیلہ میں ،کسی کو اس ملک میں ،کسی کو اس ملک میں ،کسی کو سیاہ فام ،کسی کو سفید کلر۔مگر اس نے اپنی مخلوقات کی خلقت

کی بنیاد اپنی حکمت اور عدالت پر رکھی ہے ۔کیونکہ وہی ہر بشر ،ہر انسان ،ہر حیوان ،ہر چرند ،پرند،اور ہر مخلوق کا سوفٹ ویئر بنانے والا ہے ۔تو وہ بہتر جانتا ہے کس کو کیسا ،کہاں ،اور کس ٹائپ کا بناتا ہے ۔لہٰذا اگر اس نے کسی کو خاتون بنایا ہے تو اسے حق نہیں کہے کہ مجھے مرد کیوں نہیں بنایا ۔کیونکہ اس کی جو سوفٹ ویئر ہے اس کے مطابق اسکا خاتون ہونا ہی اس کے لئے زیادہ بہتر ہے ۔ اس طرح اگر کس کو ایشیاء میں پیدا کیا ہے تو وہ نہیں کہہ

سکتا مجھے یورپ میں کیوں پیدا نہیں کیا۔کیونکہ بنانے والا عادل ہے اور حکمت کے تحت بنایا ہے ۔تو اس کے لئے حکمت اسی میں تھی کہ یہ اس ملک اس قوم اس زبان کے لوگوں میں پیدا ہو۔لہذا اس سوال کا کسی کو حق نہیں ۔اگر کوئی اس کی جرات کرے گا تو وہی جو اصول دین میں عدالت کا قائل نہیں ۔اور جو عدالت کا قائل نہیں خدا تعالیٰ سے نعوذ باللہ ظلم کے صدور کا قائل ہے ۔اور جو ظلم کے صدور کا قائل ہے وہ ملحد ہے ۔

۲۔حرکت ۔خلقت کے بعد اس کے وجود میں نمو اور تکامل کا مرحلہ شروع ہو جاتا ہے اس نمو کو حرکت کہتے ہیں ۔یعنی بیج سے لیکر پھل دار پودا بننے تک اور بچپن سے لیکر ریٹائرڈ بوڑھا بننے تک ۔بلکہ موت ،قبر ،حشر تک بہت سے حالات سے ہر مخلوق گزرتا ہے ۔ان حالات کا ہر مخلوق کے جسم و باڈی یعنی جسمانی میٹریل اور روح پر کچھ اثر مرتب ہوتا ہے ۔اس لئے کبھی بچہ ہے تو کبھی بوڑھا کبھی صحت مند ہے تو کبھی بیمار ، کبھی پھول و پھل کا سماں ہے تو کبھی بے رونق ثمر، کبھی امیر ہے تو کبھی غریب ، کبھی عالم ہے کبھی جاہل وغیرہ ۔ اور حالات کا جو اثر مرتب ہوتا ہے وہ نظام تکوینی کے اسباب کے تحت ہے چونکہ اس نظام کے اندر سسٹم ہے علل و اسباب کا اور انسان جس سبب کو اپنائے گا اسی کے مطابق نتیجہ پائے گا یا جس سبب کی زد میں آئے گا اس کی اثر کا شکار ہو جائے گا ۔

اور اسباب کی نقل و حرکت اور ان کی تاثیر پروردگار کی وسعت قدرت میں ہے ۔اور وہ ان اسباب کو اپنی عدالت و حکمت کے مطابق گردش دیتا ہے لہذا کوئی اپنی خستہ حالت کا شکوہ اس کی عدالت کو نہیں دے سکتا کیونکہ اس حالت کا سبب اگر انسان نے خود اختیار کیا ہے تو یہ اس کی اپنی خطا ہے ۔

اور اگر خود نہیں بلکہ سبب کی زد میں آگیا ہے تو یہ من جانب اللہ ہے جو کہ اس کے کسی گناہ کی سزا ہے یا پھر اس وقت اس آدمی کے حق میں وہی خستہ حالت ہی بہتر ہے ۔چونکہ وہ نہیں جانتا اس حالت میں آکر وہ دنیا یا آخرت کی کتنی مشکلات سے بچ گیا ہے ۔اور اس کا وظیفہ بس اتنا ہے اس خستہ حالت کے علاج والے سبب کو اپنائے ۔اور جس وقت اس کی غیر معلومہ مشکل ٹل جائے گی تو خدا تعالیٰ اس کو فیضاب کر دے گا ۔اس سبب کے ذریعے ۔چونکہ اسباب کی تاثیر اس کا فیض و کرم ہے ۔الغرض نظام تکوینی کے دونوں اقسام خلقت اور تکامل (حرکت) اس کی عدالت پر قائم ہیں ۔

۲۔ نظام تشریعی ۔یہ نظام فقط انسان اور جنات کے لئے ہے ۔یعنی اس مخلوق کے لئے جس میں اچھائی و برائی دونوں دونوں افعال کے آپشن ہیں ۔اور جس میں فقط نیکی یا فقط برائی کا آپشن ہے بلکہ ان میں نہ یہ ہے نہ وہ ،اس مخلوق کے لئے یہ نظام نہیں ۔جبکہ تکوینی نظام کا ئنات کی ہر مخلوق کو شامل ہے ۔نظام تشریعی انسان کے ان افعال کے لئے ہے جس کو اپنے ارادہ و اختیار سے انجام دیا جا سکتا ہے ۔ جن کو انجام دینا اور ترک کر نا انسان کے اختیار میں ہے ۔

ان افعال میں سے جو افعال انسان کی روح ،عقل اور جسمانی صحت کے لئے مضر ہیں ان سے منع کیا ہے اور جو مفید ہیں ان کو انجام دینے کا حکم دیاہے ۔تا کہ انسان ممنوع کو ترک کر کے اور مامور کو انجام دیکر تقرب الیٰ اللہ کا سفر طے کر سکے اور یہ سفر روح و عقل کرتی ہے جسم نہیں ۔اور اس نظام کی بنیاد بھی عدل الہٰی پر قائم ہے جس شی کو اس نے حرام بنایا ہے انسان کو حق نہیں اس کی لذت کو دیکھ کر کہے اس کو حلال ہونا چاہئیے تھا ۔یا جس کو حلال بنایا ہے اس کی کڑواہٹ دیکھ کر کہے اس کو حرام ہونا چاہیے ء تھا۔کیونکہ وہ بہتر جانتا ہے کونسی چیز یا کونسا عمل اس کی دنیا و آخرت کے لئے مفید ہے اور کونسا مضر۔اور اس نظام کی پابندی کرنے والے کو جزاء اور مخالفت کرنے والے کو سزا بھی اس کی عدالت پر مبنی ہے ۔نہ کسی کی ذرا بھی جزاء ضائع ہوگی ۔نہ کسی کو جرم سے زیادہ سزاء ہوگی ۔

شیخ الکربلائی:

عراقی جیلوں سے وحشی و خطرناک قیدیوں کو کیوں فرار کرایا گی؟

مرجعیت دینة العلیا نجف اشرف کے وکیل جناب علامہ شیخ عبدل المہدی کربلائی نے حرم امام حسین کے صحن مبارک میں منعقدہ جمعة المبارک اس خطبہ میں چند اہم اموت کی طرف توجہ مرکوز کرائی اوران خطرناک امور کی تشخیص کے اسباب اور حل اور علاج کی طرف اشارہ کیا۔ان خطرناک امور میں سے جس امر جس کی طرف انہوں نے توجہ دلائی ہے وہ عراقی جیلوں سے وحشی و خطرناک قیدیوں کو فرار کرایا گیا ہے جن میں سے ۴۸ قیدیوں کی سزائے موت کا حکم عدالت نے سنا رکھا ہے اک ایسی شرمناک بات ہے جس کی مثال جہان مئیں آج تک نہ سنی ہو گی ۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ قیدیوں کے فرار کا سلسلہ کئ سالوں سے عراقی مختلف جیلوں سے ہو رہا ہے جس کا ابھی تک کوئی سدباب نہیں ہوا۔ان میں ایک تو یہ ہے کہ جو آلات دہشت گردی کی روک تھام و تفتیش کے لیے استعمال کئے جاتے ہیں ان آلات سے لوگوں کا اعتبار جائے گا۔دوسری بات یہ ہے کہ لوگوں کے اندر مایوسی پھیل جائے گی۔یہ امور دہشت گرد جماعتوں یا انگی پشت پناہوں کے ہاتھوں میں ہیں ۔وہ جب چاہیں جسے چاہیں خطرناک مجرموں کوجیلوں سے فرار کرا سکتے ہیں۔لہذا ہم کہتے ہیں کہ اس کے لئے اک مضبوط اور مخلص افراد پر مشتمل تحقیقی کمیٹی بنائی جائے۔جو اس معاملے کی مکمل تحقیق کر کے ان فسادیوں اور غداروں کا محاسبہ کیا جائے اور انہیں سخت سے سخت سزا دی جائے تاکہ آئندہ ایسی حرکت نہ ہو سکے۔

سید الصافی:

جس طرح انسان فقر و غربت سے خوف زدہ ہے اسی طرح وہ اگر آگ سے بھی ڈرتا تو دونوں سے نجات حاصل کر لیتا

مرجعیت دینیہ اعلیٰ کے وکیل حجة الاسلام علامہ سید احمد صافی نے حرم امام حسین علیہ السلام کے صحن مبارک میں جمعة المبارک کے خطبہ کے دوران امیر المومنین علیہ السلام کے فرمان کی شرح فرمائی ۔امیر المومنین امام علی بن ابی طالب علیہ السلام سے وارد ہوا ہے ۔آپ نے فرمایا ، مسکین ابن آدم لوخاف من النار کما خاف من الفقر لنجا منھما جمیعاً۔مولا فرماتے ہیں ابن آدم مسکین ہے کہ اگر آگ سے بھی ڈرتا تو دونوں سے نجات حاصل کر لیتا ۔وہ اتنا مسکین ہے کہ وہ ہمیشہ ایک تنبیہ کرنے والے اور بیدار کرنے والے کا محتاج رہتاہے ۔جو اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے بتائے کہ یہ سیدھا راستہ ہے ۔اور پھر فرمایا ،جس طرح وہ فقر و غربت سے خوف زدہ ہے اسی طرح وہ اگر آگ سے بھی ڈرتا تو دونوں سے نجات حاصل کر لیتا ۔انسان ہمیشہ فقر و غربت سے خوف زدہ رہتا ہے ۔اور یہ خوف و حزن اس وقت پیدا ہوتا ہے ۔جب انسان کے دل کا تعلق مادہ لذائذ کی طرف ہو ۔اس وقت اس کی عقل جامد ہو جاتی ہے اور ہمارا فقر و غربت سے خوف زدہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ پر سوء ظن کرتے ہیں ۔اوراسی طرح فقر سے خوف کھانا اس بات کی دلیل ہے ہم اس سیدھے اور صحیح راستے پر نہیں چل رہے ۔جو راستہ انبیاء کرام نے ہمارے لئے وضع کیا تھا ۔

شیخ الکربلائی:

اس وقت ملک کو بہت سے چیلنجوں کا سامنا ہے جیسے اقتصادیات کا بحران، علمی و معاشرتی مسائل، اخلاقی مسائل

خطبہ جمعہ پر جناب علامہ شیخ عبدل المہدی کربلائی نے حرم امام حسین کے صحن مبارک میں منعقدہ جمعۃ المبارک ا میں چند اہم امور کی طرف توجہ مرکوز کرائی ایک اہم امر جسکی طرف انہوں نے توجہ دلائی وہ یہ ہے کہ بیرونی ممالک سے جو اشیاء خورد و نوش اور ادویات آرہی ہیں وہ اکثر بلکہ مبالغہ کی حد تک خراب اور ملاوٹ شدہ ہوتی ہیں اکثر اشیاء اور ادویات کی تاریخ معیاد ختم ہو چکی ہوتی ہے پھر بھی انکو ملک میں آنے کی اجازت دی جاتی ہے اور بازاروں میں انکی خرید و فروخت ہو رہی ہے یہ امر عراق کے شہریوں کی صحت کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔بلکہ اس سے مختلف بیماریاں جنم لیں گی۔لہٰذا وزیر خوراک اور وزیر صحت کو چاہیے کہ وہ ان امور کی طرف توجہ دے اور اس کا سد باب کرے۔انہوں نے فرمایا کہ اس وقت ملک کو بہت سے چیلنجوں کا سامنا ہے جیسے اقتصادیات کا بحران، علمی و معاشرتی مسائل، اخلاقی مسائل، خطے میں امن و امان کے مسائل خصوصاً دہشتگردی کے اندرونی و بیرونی بھوت کا سامنا ہے۔اس سلسلے میں اکیلی حکومت کی کوشش نا کافی ہے۔لہٰذا تمام ہم وطنوں کو مل کر ان مسائل کا سامنا کرنا ہوگا جن میں سے علمائے کرام ، خطبائے عظام، میڈیا اور تمام شہری و معاشرتی تنظیمیں مل کر کام کریں اک دوسرے کی آواز کے ساتھ آواز ملائیں تاکہ ملک کو ان مسائل و بحران سے نکالا جائے اور ہر اک اپنی اپنی ذمہ داری پر عمل کرے۔

سید الصافی:

اس وقت چند ناعاقبت اندیش لوگ منشیات کا کاروبار کو ہمارے ملک میں تیزی سے پھیلا رہے ہے

خطیب جمعہ و جماعت اور حرم ابوالفضل العباس علیہ السلام کے سیکرٹری جنرل السید احمد الصافی نے جمعے کے دوسرے خطبے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج میں آپ کی توجہ ایک ایسے مشکل مسئلے کی جانب دلانا چاہتا ہوں جس سے اب تک ہمارا ملک دوچار نہ ہوا تھا اور وہ مسئلہ نشہ آور اشیاء کا استعمال ہے اس وقت چند ناعاقبت اندیش لوگ اس کاروبار کو ہمارے ملک میں تیزی سے پھیلا رہے ہیں اور اس نشے کی لعنت میں بہت معزز خاندانوں اور گھرانوں کے بچے بھی ملوث ہوتے جا رہے ہیں میں اس موقع پر عراقی عوام کو آگاہ کرتا ہوں کہ ہر قسم کے نشے سے دور رہیں اور اس گھنائونے کاروبار کو اپنے ملک میں پنپنے کے مواقع فراہم نا کریں کیونکہ وہ معاشرے جہاں منشیات کا موذی مرض فروغ پانے لگیں کبھی بھی ترقی کی منازل طے نہیں کر پاتے ہیں منشیات کا وادی شخص زندہ ہونے کے باوجود مردوں سے بھی بد تر زندگی گزارنے پر مجبور ہوجاتا ہے کیونکہ اس لت میں پڑنے والے جسمانی کمزوری کے ساتھ ساتھ معاشی اور معاشرتی کمزوریوں میں بھی مبتلا ہو جاتے ہیں ۔انہوں نے مزید کہا کہ منشیات کی لت میں پڑنے کے کچھ اسباب ہوتے ہیں ۔ ایک تو بیروزگای یا بیکاری ، دوسرا تربیت کا فقدان یا والدین کی عدم توجہی اور یا پھر حکومت کی گرفت منشیات فروشوں پر کمزور ہونا جو جلد از جلد زیادہ سے زیادہ پیسا کمانے کی لالچ میں انسانی زندگیوں سے کھیلتے ہیں ۔ السید احمد الصافی نے کہا کہ دنیا کی کوئی بھی حکومت کبھی بھی اس مسئلے کو اکیلے حل نہیں کر سکتی جب تک کہ اس کے عوام اس کا ساتھ نہ دیں ۔

حضرت حمزہ بن قاسم علیہ السلام

• ترجمہ۔سجاد حسین ابو جون

آپ کا سلسلہءِ نسب یہ تھا۔حمزہ بن قاسم بن علی بن حمزہ بن حسین بن عبداللہ بن عباس بن امیر المومنین علیھم السلام۔
حمزہ عربی زبان میں شیر کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔اور گرامر کے اعتبار سے یا تو یہ لفظ الحموز سے ہے یعنی جو اس کو سونپا جائے اس کو صحیح کنٹرول کرنا۔یا یوں کہہ دیا جائے کہ ذمہ داری کو اچھے انداز میں سنبھالنا۔یا پھر یہ لفظ الحمازۃ سے ہے کہ جو شدت وسختی کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔یعنی کسی مسؤلیت کو شدت سے سنبھالنا۔

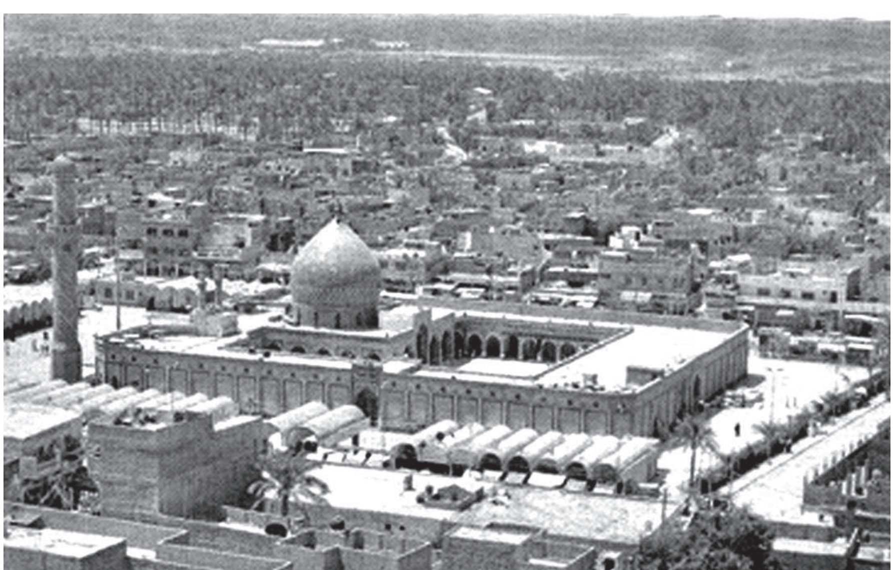

جناب حمزہ علیہ السلام کے سلسلہ نسب کو دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ اور جناب عباس علیہ السلام کے درمیان پانچ آباء کا فاصلہ ہے یعنی اس اعتبار سے آپ کا دور حیات امام تقی علیہ السلام کے دور کیساتھ منسلک ہے۔یا امام ہادی کے دور زندگی سے ملتا ہے۔تو یوں کہا جاسکتا ہے کہ آپ نے تیسری ہجری میں زندگی گزاری ہے لیکن بعض علماء (جن میں سے الشیخ علی الاوردباری سر

فہرست ہیں) کا کہنا ہے کہ آپ چوتھی ہجری صدی بھی موجود تھے ۔

آپ کی ولادت اول محرم میں ہوئی اور وفات ذوالحجہ میں ہوئی۔ پھر آپ کو اس مقام پہ نقل کیا گیا جہاں آج آپ کا عالیشان روضہ ہے ۔

آپ کا روضہ مبارک مدحتیہ کے علاقے میں واقع ہے اور مدحتیہ کو مدحتیہ اس کے والی عثمانی بادشاہ مدحت پاشا کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے کہا جاتا ہے ۔یہ علاقہ ایک جنگ کا شکار ہونے کے بعد ۱۸۶۹میں حلہ شہر کے ضمن میں شمار ہونے لگا ۔مدحت پاشا بادشاہ نے اسی علاقہ کی مغربی جانب کو ایک ناحیہء اداریہ بنایا تھا کہ تجارتی مرکز بن گئی تھی ۔اور پھر وہی علاقہ بعض مغربی ومشرقی علاقوں کا ربط بھی بن گیا وہیں سے ایک راستہ نجف اشرف اور کربلا مقدسہ کی طرف بھی جاتا ہے ۔اسی علاقے کے قریب ایک بستی بھی ہے ۔جس کو الھاشمیہ کہا جاتا ہے ۔مدحتیہ اور ہاشمیہ کے درمیان ۶ کلو میٹر کا فاصلہ ہے ۔

آپ کے مرقد مبارک کا سلسلہء تعمیر۔آپ کے مرقد مبارک پر قدیم سے ایک کچی اینٹوں کا کمرہ بنا ہوا تھا جسکی چھت کھجور کے پتوں وغیرہ سے بنی ہوئی تھی اور اس وقت مرقد کی دیکھ بھال اسی علاقہ میں رہنے والے ایک قبیلہ آل نجم کے ہاتھ میں تھی اس

علاقے کی آبادی پچاس گھر پر مشتمل تھی ۔اور اس آل نجم سے پہلے جس نے وہ کمرہ تعمیر کیا تھا اس کا نام علی بن نجم الھلال تھا کہ جس نے اپنے بھائیوں کی مدد سے بابل کے علاقہ سے اینٹوں کو اونٹوں کے ذریعے منگوایا تھا۔پھر یہ کمرہ ۱۹۲۱ء تک باقی رہا۔

آپ کے مرقد مبارک کی دوسری تعمیر کا سلسلہ جناب الشیخ عدای الجریان کے ہاتھوں ہوا جو کہ قبیلہ آل ابو سلطان کا رئیس تھا اور اس وقت کی حکومت میں ایک خاص عہدہ پر فائض تھے اس تعمیر ثانی میں شیخ عدای جریان کے ساتھ اس وقت کے مشہور تاجروں اور وکھاء مدینہ نے بھی کافی تعاون کیا۔ان اہل علاقہ میں سے جابر الکریمی نمایاں شخصیت تھی جس نے اس تعمیر نو میں بے حد تعاون کیا یہ تعمیر نو ۱۹۲۱ء مطابق ۱۳۳۹ھ میں مکمل ہوئی ۔جس میں قبہ مبارک اور صحن شریف کی وسعت کا کام انجام پایا۔

آپ کے مرقد کی تیسری تعمیر کا کام ۱۹۶۶ء میں شیخ تایف الجریان کے حکم سے ہوا کہ اس نے اہل علاقہ کے مشاہیر کو جمع کیا اور ہر عشیرہ پر ایک معین مبلغ و مال کی تعین کی اور کام شروع ہوا ۔جس میں جو کام شیخ عدای الجریان سے رہ چکا تھا وہ بھی کامل ہوا اور آٹھ قبوں کی تعمیر بھی مکمل ہوئی جو آٹھ قبے آج مسجد کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔پھر ۱۹۷۶ء میں احمد حسن البکر رئیس العراق زیارۃ کیلئے مرقد مبارک میں پہنچا کیونکہ احمد حسن البکر کسی مرض میں مبتلا تھا کسی وزیر نے اس کو مشورہ دیا کہ آپ جناب حمزہ کی زیارت کریں تو آپ کو شفا ملے گی ۔چونکہ وہ ڈاکٹروں سے لا علاج ہو چکا تھا تو وہ یہی امید شفا لیکر زیارت پہ آیا اور اس کا زیارت پہ آنا مخفی انداز میں تھا۔وہ زیارت سے فارغ ہونے کے بعد واپس بغداد پہنچا تو اس نے مرض سے چھٹکارہ محسوس کیا۔پھر اس نے حکم دیا تھا کہ مرقد مبارک کو توسیع دی جائے اور قبر مبارک کو کاشی کربلائی سے تعمیر کیا جائے اور مرقد مبارک کا منارہ عالیشان بنایا جائے۔اور صحن مرقد کو شمالی مشرقی جانب سے وسیع کیا جائے۔پرانے مفرد شات کے بجائے نئے کالین ڈالے جائیں۔فرش صحن کو اچھے پتھر سے باندھا جائے چنانچہ یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا اور مرقد کی رونق دوبالا ہوئی۔اس کے علاوہ مرقد مبارک کے دو

صحن اور ایک مینار بنوائے گئے ۔ایک صحن خارجی حصہ کا ہے جس کی ساحت ۲۵۳۰۰ میٹر ہے جس کے ارد گرد لوہے کے گرل لگے ہوئے ہیں دوسرا صحن داخلی حصہ کا ہے جسے بڑے صحن نے گھیر اہوا ہے ۔اور مینار کی اونچائی ۲۸ میٹر ہے اور عربی نوعیت کی زینت سے مزین ہے ۔روضہ مبارک کی جالی کی مساحت ۲۸۰م ہے اور اس جالی مبارک کی تنصیب الحاج جلیل عبد عون کے تعاون اور ریاض عبد الحسین السبع کی کاریگری اور فنی صلاحیات سے ہوئی ۔مرقد مبارک کی آخری تعمیر کا کام ۲۰۰۸ء میں ہوا کہ جس میں پرانی جالی کو اٹھا دیا گیا اور اس کی جگہ نئی جالی نصب کی گئی ۔اس تعمیر نو میں جالی مبارکہ کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ حرم کے خارجی و داخلی حصوں کو سنگ مرمر سے پختہ اور مزین بھی کیا گیا تھا۔ اس بار تعمیر نو کا کام حکومت کی طرف سے (امانات عامہ للمزارات الشیعیہ) شعبہ کے ماتحت ہوا جس کا تعاون (امانات خاصہ للمرقد الشریف) شعبہ نے بھی کیا ۔اس تعمیر نو کا مالی خرچ تقریباً ۱۳۱ ملیون دینار عراقی ہوا جس میں سے ۹۶ ملیون تبرکات کے طور پر جمع ہوا اور باقی مال مزار شریف کے خزانیہ سے لیا گیا۔

روضہ مبارک کا قبہ بہت ہی بارونق وباوقار ہے جس کی بلندی ۱۶ م ہے ۔اور گولائی یا دائرہ کی مقدار ومساحت ۳۰م ہے ۔قبہ کے اندورونی حصہ کو زینت مغربی سے مزین کیا گیا ہے اور قبہ کی دیوار وں پہ آیات مجیدہ (اللہ نور السموات و الارض) جیسی آیات کو نقش کیا گیا ہے۔

اور حرم کی دیوار وں میں اٹلی سے لئے گئے سنگ مرمر سے کام کیا گیا۔روضہ مبارک میں رواق بھی بنائے گئے ہیں کہ جو حرم کے اندورونی حصے میں ہیں ۔اور ہر جانب میں روشندان کا کام خوبصورتی سے کیا گیا ہے پھر ایک بڑا ہال بنایا گیا ہے کہ جس کی شکل انگریزی حرف کی شکل ہے ۔خداوند کریم سے دعا ہے کہ تمام مومنین کو اس روضہ مبارک سے بشرف زیارت فرمائے ۔

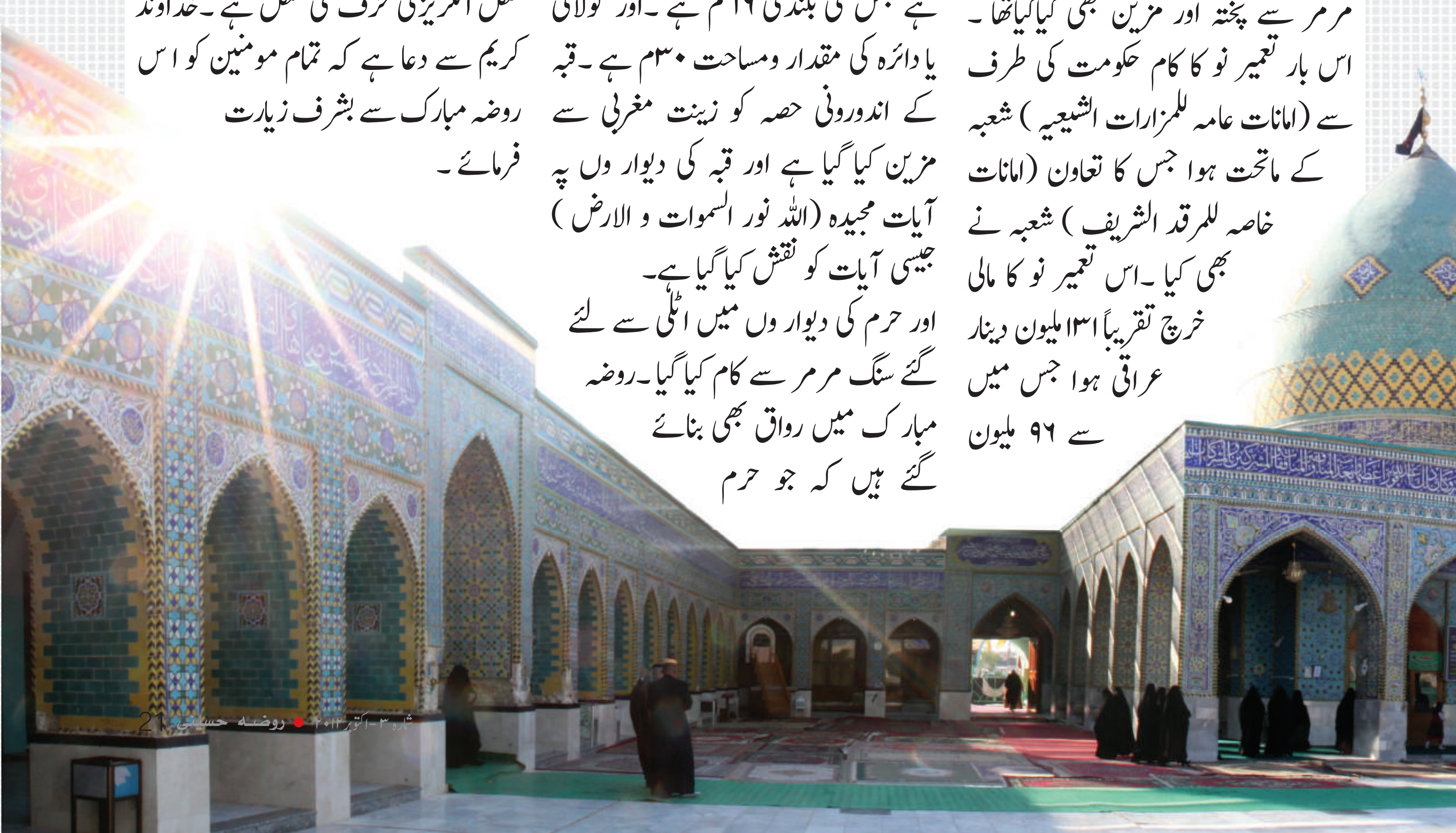

حسینی دائرۃ المعارف کی علمی تحقیق پر ایک نظر

دینی مراکز اور تعلیمی درسگاہوں کی تاریخ

• تجزیہ و تبصرہ: میرزا محمد جواد (شبیر)

(حسینی دائرۃ المعارف کی علمی تحقیق پر ایک نظر)
تجزیہ و تبصرہ: حجت الاسلام والمسلمین مولانا میرزا محمد جواد (شبیر)

انسان جب اس جہان میں قدم رکھتا ہے تو وہ دنیا کے حالات سے بے خبر ہوتا ہے، اس کی مثال بالکل اس سفید کاغذ کی سی ہوتی ہے کہ جس پر کچھ بھی نہیں لکھا گیاہے، یا پھر اس پودے کی سی ہوتی ہے کہ جسے جس طرف گھمایا جائے وہ اس طرف مڑ جاتا ہے، لہذا ہر نو مولود بچہ ماں کی شفقت اور باپ کی محبت سے مانوس ہوکر بہت ساری چیزوں کو انھیں سے سیکھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ماں کی گود کو پہلی درسگاہ کہا گیا ہے، جہاں سے انسان کو سب سے پہلی تربیت حاصل ہوتی ہے، جتنے بھی کامیاب افراد اس دنیا میں گزرے ہیں اگر انکی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے والدین نے ان کی تربیت میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

رسول اسلام نے فرمایا: کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام حتی یکون ابواہ یھودانہ و ینصرانہ (سفینۃ البحار جلد ۳، ص ۳۸۳) ہر نومولود فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں، رسول اسلام کی اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ ہر نومولود کی سعادت اور شقاوت کے ذمہ دار اس کے والدین ہیں، لہذا والدین کے لئے ابتدائی درسگاہ کی اصلاح کرنا بیحد ضروری ہے تاکہ آگے چل کر ایک معلم اسی مضبوط بنیاد پر ایک بلند عمارت کو تعمیر کرسکے ، بسا اوقات ایسا بھی دیکھا گیا ہے انسان کو ابتدائی تعلیم تو اچھی ملتی ہے لیکن ایک نامناسب درسگاہ میں شمولیت کی وجہ سے اس کی دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جاتے ہیں، لہذا اس

مقام پر والدین کی ذمہ داریاں دوچندان ہو جاتی ہیں، اور ان کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اس درسگاہ میں بھیجیں کہ جس میں وہ ہدایت کی راہ پر گامزن رہ سکیں۔

درسگاہ کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے دائرۃ المعارف الحسینی کے مصنف آیت اللہ محمد صادق الکرباسی نے کتاب «الحسین والتشریع الاسلامی» کی جلد سوم (جو ۶۳۸ صفحات پر مشتمل ہے اور سنہ ۲۰۰۷ میلادی میں چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے) میں ان تمام شہروں پر مفصل روشنی ڈالی ہے کہ جنھیں تاریخ اسلام میں دینی علوم کا مرکز ہونے کا شرف حاصل رہا ہے، ہم اس مقام پر ان علمی مراکز پر اجمال کے ساتھ روشنی ڈالتے ہیں:

مدینہ منورہ:

سب سے پہلا علمی مرکز مدینہ منورہ تھا جہاں خود رسول اسلام نے تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع فرمایا اور آپ کی درسگاہ سے بیشمار شاگردوں نے تربیت پائی، رسول اسلام کی وفات کے بعد خلفاء کے دور میں بھی اسی شہر کو علمی مرکزیت حاصل رہی، اس دور میں تعلیم و تربیت کے سلسلہ کو باب مدینۃ العلم علی بن ابیطالب(ع) نے جاری رکھا، لیکن مولا علی (ع) کے دور حکومت میں یہ علمی مرکز مدینہ سے کوفہ منتقل ہوا اور شہادت امیر المومنین کے بعد امام حسن(ع) کے دور میں مدینہ منورہ کو دوبارہ علمی مرکزیت حاصل ہوئی، امام حسن(ع) نے اپنے دور میں بیشمار شاگرد تربیت فرمائے، جن کی تعداد ۴۵ تھی، آیت اللہ محمد صادق الکرباسی نے ان تمام شاگردوں کی سوانح حیات پر مفصل روشنی ڈالی ہے، قارئین مزید اطلاعات کے لئے کتاب الحسین والتشریع الاسلامی کہ جلد دوم صفحہ ۳۲۲ کی طرف رجوع فرمائیں۔

امام حسن(ع) کے ساتھ ساتھ امام حسین(ع) نے بھی مدینہ میں تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری رکھا، اور یہ دور سنہ ۴۰ سے شروع ہو کر سنہ ۶۰ ھ پر ختم ہوا، امام حسین(ع) کی شہادت کے بعد امام سجاد(ع) نے سنہ ۶۱ ھ سے سنہ ۹۵ھ تک اسی شہر میں لوگوں کو علوم آل محمد سے مستفیض فرمایا، اس عرصۂ دراز میں ۱۸۰ سے زائد شاگردوں نے آپ سے کسب فیض کیا جن میں جابر بن عبد اللہ انصاری، ابان بن تغلب البکری، ثابت بن دینار الثمالی، زید بن علی بن الحسین الہاشمی، سعید بن جبیر الکوفی، سعید بن مسیب المخرومی، محمد بن مسلم بن عبد اللہ الزہری کو نمایاں حیثیت حاصل ہے، امام سجاد علیہ السلام کے ارشادات کو آپ کے اصحاب نے جمع فرمایا جو صحیفۂ سجادیہ، مناجات خمس عشرۃ، رسالۃ الحقوق، کتاب علی بن حسین کے نام سے شہرت رکھتے ہیں۔

امام باقر و امام صادق علیہما السلام کا دور سنہ ۹۵ ھ سے شروع ہو کر سنہ ۱۴۸ ھ پر ختم ہوا، جس

میں اموی حکومت ضعیف ہوتی گئی یہاں تک کہ منقرض ہوگئی اس دور میں امام باقر و صادق(ع) نے مکتب اہلبیت کی خوب ترویج کی، آپ دونوں اماموں سے بیشمار افراد بہرمند ہوئے جن میں سے زرارہ، برید، ابوبصیر، محمد بن مسلم، جابر بن یزید جعفی کو خاصی اہمیت حاصل ہے، صرف جابر جعفی نے امام باقر سے ۹۰ ہزار روایات کو نقل کیاہے، امام صادق(ع) کے بعد امام علی نقی(ع) تک مدینہ منورہ کو علمی مرکزیت حاصل رہی۔

مکہ مکرمہ:

گرچہ رسول اسلام کی ولادت اور بعثت مکہ مکرمہ میں واقع ہوئی، لیکن ہجرت رسول کی وجہ سے اس شہر کو علمی مرکزیت حاصل نہ ہو سکی، مولا علی(ع) کی شہادت کے بعد عبد اللہ ابن عباس اکثر مکہ مکرمہ میں زندگی بسر کرتے تھے لہذا اس دور میں آپ نے تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع کیا، عبد اللہ ابن عباس مکہ مکرمہ میں ایک دن درس فقہ، دوسرے دن درس تاویل، تیسرے دن درس غزوات، چوتھے دن درس شعر ، اور پانچویں دن عرب کے واقعات کو بیان فرماتے تھے، واقعۂ حرہ کے بعد اصحاب و تابعین مدینہ سے ہجرت کرکے مکہ مکرمہ آگئے اور اس طرح مکہ مکرمہ ایک مدت تک کے لئے علمی مرکز بنا رہا۔

کوفہ:

مولا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے جنگ جمل کے بعد سنہ ۳۶ ھ میں کوفہ کو اپنی حکومت کا دار الخلافہ قرار دیا، جس کے بعد بیشمار اصحاب کوفہ منتقل ہوئے ، اور اس شہر کو علمی مرکزیت حاصل ہوئی۔

رسول اسلام کی وفات کے بعد حاکمان وقت نے حدیث رسول کے نقل کرنے پر پابندی عائد کی تھی، لیکن مولا امیر المومنین نے اپنے دور میں صحابہ کو نقل حدیث کی اجازت فرمائی، اس دور میں جہاں مولا علی(ع) مشغول تعلیم و تربیت تھے وہیں حضرت زینب سلام اللہ علیہا بھی کوفہ کی عورتوں کو تفسیر قرآن اور شرعی احکام کی تعلیم دیتی تھیں۔

کربلاء معلی:

سنہ ۶۶ ھ میں جب روضۂ امام حسین علیہ السلام آمادہ ہوا تو اس دور کے فقہاء نے آہستہ آہستہ اس شہر میں قیام کرنا شروع کیا اور جس وقت امام صادق (ع) کا دور آیا تو آپ کثرت سے کربلا تشریف لے جانے لگے اور وہاں تعلیم و تربیت میں مشغول ہوئے، آج بھی مرقد امام حسین(ع) سے قریب ایک مقام ہے کہ جسے مقام امام صادق(ع) سے یاد کیا جاتا ہے۔

امام موسی کاظم علیہ السلام بھی تقریبا سنہ ۱۵۹ ھ کو کربلا تشریف لائے اور کچھ مدت کے لئے آپ نے بین الحرمین کے مقام بزقاق السادۃ میں قیام فرمایا، آپ کے اطراف بھی شیعہ جمع ہوئے اس طرح امام کاظم (ع) بھی اس مقام پر اپنے اصحاب کی تعلیم و تربیت میں مشغول ہوئے۔

کربلا میں سب سے پہلا مدرسہ سنہ ۳۶۹ھ میں سلطان عضد الدولہ نے تاسیس کیا، جس کے بعد مدارس کی تاسیس ہوتی رہی اور آج تک امام حسین علیہ السلام کے سایہ میں علماء علوم دینیہ سے مستفیض ہوتے ہیں۔

بغداد (کاظمیہ مشرفہ):

بغداد میں شیعوں کی تاریخ اس شہر کے وجود میں آنے کے ساتھ شروع ہوتی ہے، اس شہر کا محلہ کرخ شیعیت کا مرکز تھا، جس میں بزرگان شیعہ زندگی بسر کرتے تھے،اس شہر میں مختلف مذاہب کے علماء نے بھی زندگی کی، جن میں اہل سنت کے امام ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل بھی شامل ہیں۔

سنہ ۲۰۴ھ میں جب مامون عباسی نے طوس سے بغداد کی طرف ہجرت کی تو سب سے پہلے سیاسی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس نے امام جواد (ع) کو مدینہ سے بغداد آنے کی دعوت دی جس کے بعد اس دور کے اکثر فقہاء کو بھی بغداد میں جمع کیا گیا تاکہ طوس میں پیش آنے والے مناظروں کی صورت حال بغداد میں بھی برقرار رہ سکے۔

جب بغداد کے علماء (جو امام جواد (ع) کی کمسنی کو دیکھتے ہوئے انھیں علم حاصل کرنے کی تجویز پیش کر رہے تھے) امام کے علم و کمال سے آگاہ ہوئے تو انھوں نے آپ سے کسب علم کی خواہش کا اظہار کیا، جب تک امام جواد (ع) بغداد میں تشریف فرما تھے آپ نے تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری رکھا۔

امام مہدی(ع) کے نواب اربعہ بھی بغداد میں امام کی طرف سے نیابت کے فرائض انجام دیتے تھے اور آپ میں سے ہر ایک نے اسی شہر میں وفات پائی، جن کی قبریں آج بھی بغداد میں موجود ہیں۔

شہر بغداد میں محمد بن یعقوب کلینی، محمد بن محمد المفید(شیخ مفید)، سید مرتضی، سید رضی، محمد بن حسن طوسی(شیخ طوسی) اور دیگر جید علماء شیعہ نے تبلیغ علوم آل محمد میں اپنی تمام زندگی کو صرف کیاہے۔

نجف اشرف:

شہر نجف مولا امیر المومنین علی بن ابیطالب کے وجود اقدس سے آباد ہوا، گرچہ حضرت علی(ع) اس شہر میں سنہ ۴۰ ھ کو دفن ہوئے، لیکن کوفہ میں خوارج و دشمنان اہلبیت کی وجہ سے ۱۳۰ سال تک آپ کی قبر مبارک پوشیدہ رہی، اور سنہ ۱۷۰ھ میں ظاہر ہوئی، جس کے بعد محبان اہلبیت اس شہر میں جمع ہوتے گئے اور یہ شہر آباد ہوگیا۔

شہر نجف وہ بابرکت شہر ہے کہ جہاں بیشمار علماء نے علوم حاصل کئے ، سب سے پہلے محمد بن حسن الطوسی(شیخ طوسی، شیخ الطائفہ) نے سنہ ۴۵۰ ھ میں اس شہر میں سکونت اختیار کی، جس کے بعد یہ شہر علمی مرکز میں تبدیل ہوگیا۔

اس مقام پر محقق زمان آیت اللہ محمد صادق الکرباسی نے ان تمام فقہاء و مراجع کرام کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ کیا ہے کہ جنھوں نے نجف میں حوزہ ھای علمیہ کو وجود بخشا اور جنھیں حوزہ کی زعامت بھی حاصل تھی، ہم یہاں اختصار کے ساتھ ان علماء اعلام کے نام پیش کرتے ہیں: محمد بن حسن الطوسی، حسن بن محمد بن حسن الطوسی، محمد بن حسن بن محمد بن حسن الطوسی، علی بن حسین الکرکی، احمد بن محمد اردبیلی (مقدس اردبیلی)، محمد مہدی بن مرتضی بحر العلوم، جعفر بن خضر الجناجی، موسی بن جعفر کاشف الغطاء، علی بن جعفر کاشف الغطاء، حسن بن جعفر کاشف الغطاء، محمد حسن بن باقر النجفی، مرتضی بن محمد امین الانصاری (شیخ انصاری)، حسین بن محمد الکوہکمری، حسین بن خلیل الخلیلی، محمد کاظم بن حسین الخراسانی، محمد کاظم بن عبد العظیم یزدی، فتح اللہ بن محمد جواد الاصفہانی، حسین بن عبد الرحیم النائینی، ابو الحسن بن محمد الاصفہانی، عبد الہادی بن اسماعیل الشیرازی، محسن بن مہدی الحکیم، محمود بن علی الشاہرودی، ابو القاسم بن علی اکبر الخوئی، عبد الاعلی بن علی رضا السبزواری، علی بن محمد باقر السیستانی۔

سامراء المشرفہ:

گرچہ شہر سامراء کی تاریخ بہت قدیم ہے لیکن عہد اسلامی میں اس شہر کو معتصم عباسی کے کہنے پر سنہ ۲۲۱ ھ میں آباد کیا گیا، اور متوکل عباسی نے امام نقی اور امام عسکری علیہما السلام کو اس شہر میں بلایا جہاں یہ دونوں امام شہید کئے گئے، امام زمانہ بھی اسی شہر میں متولد ہوئے لہذا اس شہر کو تین ائمہ نے علمی مرکزیت عطا کی، طول تاریخ میں پانچ سو سے زائد فقہاء نے اس شہر میں سکونت اختیار کی۔

شام:

علماء مذہب امامیہ نے قرن ہشتم ہجری سے سوریا کے شہر دمشق کو علمی مرکز قرار دیا، گرچہ قرن سوم و چہارم ہجری سے اس شہر میں شیعہ کی تعداد بڑھتی گئی لیکن ہر دور میں امامیہ مذہب کے پیروکار اس شہر میں سختیوں اور سخت دباؤ میں رہے، اور شہید اول (صاحب کتاب لمعۂ دمشقیہ) کی شہادت بھی اسی شہر میں واقع ہوئی، لہذا اس شہر میں امامیہ مذہب کے علمی مراکز کو زیادہ پیشرفت حاصل نہ ہو سکی، آج بھی شام میں صرف ۱۲ دینی مدارس پائے جاتے ہیں۔

حلب:

شہر حلب میں حمدانیین کے پہلے شیعہ بادشاہ یعنی سیف الدولہ نے مقام راس الحسین اور مقام جناب محسن (امام حسین(ع) کے سقط شدہ فرزند) کو سنہ ۳۵۱ھ میں تعمیر کروایا، قرن سوم سے قرن ششم ہجری تک اس شہر میں بزرگ علماء شیعہ وجود میں آئے جن کے اسامی ہم یہاں پیش کرتے ہیں:

علی بن محمد التنوخی، حسین بن احمد السبیعی، حسن بن علی الحرانی، علی بن عبد الملک الحلبی، تقی بن نجم الحلبی، ثابت بن اسلم الحلبی، حمزہ بن عبد العزیز الدیلمی، عبد الرحمان بن احمد النیشاپوری، محمد بن یحیی الخشاب، حیدر بن حسن الحلبی، بواب بن حسن الحلبی، کردی علی الفارسی، محمد بن حسن الحلبی، حسین بن عقیل بن الخفاجی، حسین بن احمد بن عیاش، اسد بن علی الغسانی، محمد بن عبد الملک جرادۃ، حمزہ بن علی الحسینی، محمد بن علی المازندرانی، اسد بن ایوب الحلبی، حسن بن حسین الحلبی، علی بن منصور الحلبی، محمد بن علی الحلبی۔

طرابلس:

طرابلس (جو لبنان میں واقع ہے) میں امامیہ مذہب کے فقیہ حسن بن عمار نے دولت عماریہ مستقر کی جو سنہ ۴۶۲ ھ میں شروع ہو کر سنہ ۵۰۲ھ میں ختم ہوئی اس دور میں بیشمار علمی مراکز وجود میں آئے، اور امین الدولہ، حسین بن بشر الطرابلسی، اسعد طب ابی روح جیسے فقہاء کو اسی شہر سے نسبت حاصل ہے۔

جبل عامل:

جبل عامل (جو جنوب لبنان میں واقع ہے) سے علماء شیعہ کی ایک کثیر تعداد وجود میں آئی جن میں محقق اول علی بن عبد العالی المیسی، محقق دوم علی بن حسین بن علی الکرکی العاملی، شہید اول محمد بن مکی العاملی، شہید ثانی زین الدین بن علی العاملی، حسین بن عبد الصمد بن محمد العاملی (پدر شیخ بہائی)، محمد بن حسین بن عبد الصمد (شیخ بہائی)، شیخ محمد بن حسن الحر العاملی (صاحب کتاب وسائل)، محمد جواد بن محمد العاملی (صاحب کتاب المفتاح) جیسے بزرگ علماء شامل ہیں، کتاب «الحسین والتشریع الاسلامی» کے مصنف آیت اللہ محمد صادق الکباسی نے جبل عامل کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ قدس و بعلبک، مصر، تونس، فاس (مراکو کا پائتخت)، قرطبہ (اسپین کا شہر) میں وجود میں آنے والے اسلامی مراکز پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

ایران:

ملک ایران میں رسول اسلام کے دور میں اسلام وارد ہوا، آنحضرت کے بزرگ صحابی سلمان فارسی کا اسی ملک سے تعلق تھا، سنہ ۲۳ھ سے اس سرزمین پر اسلام تیزی کے ساتھ پھیلنے لگا، یہ وہ سرزمین ہے کہ جس کے مختلف شہروں سے بیشمار جید علماء وجود میں آئے، اہلسنت کے ائمہ اربعہ میں سے بعض اور صحاح ستہ اور کتب اربعہ کے تمام مصنفین کا تعلق اسی ملک سے ہے، ہم یہاں اختصار کے ساتھ ایران کے ان اہم شہروں کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جنھیں تشریع اسلام کی تاریخ میں علمی مرکز ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔

شہر ری:

ری ایران کا بہت قدیم شہر ہے، یہاں کے رہنے والوں کو رازی کہا گیا چونکہ اس شہر کا دوسرا نام راز تھا، اس شہر میں اسلام سنہ ۲۳ھ میں وارد ہوا، بنی امیہ و بنی عباس کے ظلم سے بچنے کے

لئے بہت سارے سادات کرام نے ایران کی طرف مہاجرت کی جنمیں عبد العظیم بن عبد اللہ بن علی بن حسن بن زید بن امام حسن علیہ السلام بھی شامل ہیں جو سنہ ۲۵۰ھ کو شہر ری میں وارد ہوئے اور تقریبا سنہ ۲۵۳ھ میں وفات پائی، آپ فقیہ و محدث زمانہ تھے، آپ نے امام جواد و امام ہادی علیہما السلام سے روایات نقل کی ہیں، اس شہر سے بیشمار علماء اعلام وجود میں آئے جن میں علی بن ابراہیم (اعلان) الرازی، محمد بن عقیل الکلینی، محمد بن یعقوب الکلینی، احمد بن فارس الرازی، عبد الجبار بن عبد اللہ الرازی، حسین بن علی الرازی، محمد بن محمد الرازی شامل ہیں۔

قم المقدسہ:

جب حجاج بن یوسف الثقفی نے محبان اہلبیت کا قتل عام کیا تو خاندان اہلبیت اور دوستداران اہلبیت کی کثیر تعداد قم میں وارد ہوئی، ائمہ علیہم السلام کے بزرگ اصحاب اور علماء شیعہ نے اسی شہر میں قیام کیا جن میں زکریا بن ادریس (امام صادق، امام کاظم، امام رضا علیہم السلام کے صحابی)، آدم بن اسحاق بن آدم القمی، علی بن ابراہیم القمی، علی بن حسین بن موسی بن بابویہ القمی، جعفر بن محمد بن موسی بن قولویہ القمی شامل ہیں، لہذا ابتداء سے شہر قم میں موالیان اہلبیت کی کثیر تعداد پائی جاتی تھی یہاں تک کہ معصومہ قم ہمشیرہ امام رضا علیہا السلام کو بھی اسی شہر میں دفن کیا گیا۔
سنہ ۱۳۴۰ھ میں عبد الکریم الحائری نے اس شہر کو دوبارہ علمی مرکزیت عطا کی، جس کے بعد فقہاء و مراجع کرام کی ایک کثیر تعداد اس شہر سے وجود میں آئے، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انقلاب ایران کامیاب ہوا اور آج بھی شہر قم کو مذہب امامیہ کا علمی مرکز جانا جاتا ہے۔
آج اس شہر میں بہت زیادہ دینی مراکز پائے جاتے ہیں جن کی تعداد ۵۶ سے زیادہ ہے لہذا ہم اس مقام پر گیارہ قدیم مدارس کو انکی تاریخ تاسیس کے ساتھ بیان کرتے ہیں:
۱۔ مدرسہ فیضیہ: سنہ تعمیر ۹۳۴ھ، ۲۔ مدرسہ دار الشفاء: سنہ تعمیر ۱۰۵۵ھ، ۳۔ مدرسہ مومنیہ: سنہ تعمیر ۱۱۱۳ھ، ۴۔ مدرسہ خان: سنہ تعمیر ۱۱۲۳ھ، ۵۔ مدرسہ جہانگیر: سنہ تعمیر قبل ۱۱۴۹ھ، ۶۔ مدرسہ رضویہ: سنہ تعمیر ۱۲۰۰ھ، ۷۔ مدرسہ والدہ الشاہ: سنہ تعمیر تقریبا ۱۲۶۴ھ، ۸۔ مدرسہ حاجی: سنہ تعمیر ۱۲۷۳ھ، ۹۔ مدرسہ حجتیہ صغری: سنہ تعمیر ۱۳۶۴ھ، ۱۰۔ مدرسہ حجتیہ کبری: سنہ تعمیر ۱۳۶۶ھ، ۱۱۔ مدرسہ الحاج صادق: سنہ تعمیر قبل از ۱۲۹۷ھ۔ ان مدارس علمیہ کے بعد بہت سارے دیگر مدارس بھی وجود میں آئے ہیں جن کے اسامی یہ ہیں:
مدرسہ آملی، مدرسہ شہید حسن شیرازی، مدرسہ اصفہانی، مدرسہ وندی، مدرسہ امام امیر المومنین، مدرسہ امام باقر، مدرسہ امام حسین، مدرسہ امام صادق، مدرسہ امام عسکری، مدرسہ امام مہدی، مدرسہ امام موسی ابن جعفر، مدرسہ امام ہادی، مدرسہ شہید صدر، مدرسہ بعثت، مدرسہ جابر بن حیان، مدرسہ جامعۃ الزہراء، مدرسہ جعفریہ، مدرسہ حسنیہ، مدرسہ حقانی، مدرسہ دار الزہرا، مدرسۃ الرسالۃ، مدرسہ رسول اعظم، مدرسۃ الستیہ، مدرسۃ السعادۃ، مدرسہ شہابیہ، مدرسہ شہیدین، مدرسہ صدوق، مدرسہ علوی، مدرسہ غدیریہ، مدرسہ فاطمیہ، مدرسہ کرمانیہ، مدرسہ گلپائکانی، مدرسہ مدینۃ العلم، مدرسہ مرعشی، مدرسہ معصومیہ، مدرسۃ معہد الدراسات الاسلامیۃ، مدرسۃ المعہد العالمی، مدرسہ مکتب توحید، مکتب المعصومۃ، مدرسہ مہدیہ، مدرسہ نائینی، مدرسہ وحیدیہ، مدرسہ امام مہدی المنتظر، مدرسہ امام رضا، مدرسۃ الزہراء، مدرسہ امام خمینی، دائرۃ المعارف الحسینیہ کے مصنف آیت اللہ محمد صادق الکرباسی نے اس مقام پر قزوین، اصفہان، خراسان اور نیشاپور کے علمی مراکز پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی ہے، جس کے بعد انھوں نے ہندوستان، پاکستان، افغانستان میں موجودہ علمی مراکز کو بھی بیان فرمایا ہے۔

مذکورہ تمام مطالب کے بعد قارئین کی سہولت کے لئے اس کتاب کے آخر میں مختلف فہرستوں کو درج کیا گیا ہے جنمیں فہرست آیات مبارکہ، فہرست احادیث و اخبار، فہرست امثال و حکم، فہرست اعلام و شخصیات، فہرست قبائل و انساب و جماعات، فہرست طوائف و ملل، فہرست اشعار، فہرست تاریخ، فہرست لغوی، فہرست مصطلحات شریعت اور دیگر مفید فہرستیں شامل ہیں۔

اس کتاب کے آخر میں افغانستان سے ڈاکٹر عبد الاحمد بن عبد الصمد (جو حنفی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں) کا پشتو زبان میں مقالہ درج کیا گیا ہے جس میں انھوں نے فرمایا کہ آیت اللہ محمد صادق الکرباسی کی یہ کاوش تاریخ تشیع میں بے نظیر ہے۔

دینی مراکز کی تاسیس اور تعلیمی درسگاہوں کی اہمیت ایک ایسا موضوع ہے جس پر بہت کم ارباب تحقیق نے توجہ کی، اگرچہ تاریخ نویسی میں اہل علم حضرات نے اپنی توانیاں بروئے کار لاکر مختلف موضوعات پر دائرۃ المعارف مرتب کئے لیکن جو کام دائرۃ المعارف الحسینیہ میں علمی و تحقیقی انداز میں ہوا وہ اپنی مثال آپ ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ اس طرح کے اہم موضوعات پر ہر حوالہ سے تحقیق کا کام کیا جائے تاکہ آئندہ نسلوں کے لئے معلومات یکجا ہوں اور حالات کے ہر لمحہ تبدیل ہونے والی صورت کے ساتھ ساتھ علمی حلقوں میں ترقی اور تکامل کی راہیں ہموار ہو سکیں اور دینی و تعلیمی مراکز کی اہمیت و آثار سے آگاہی کا حصول ہو سکے۔

(جاری ہے)

• ضریح حضرت عباس علیه‌السلام کربلاء معلی

هدیه روضه حسینی

حسین سے محبت اللہ سے محبت ہے

تحریر:مظہر حیات خان حوزۂ علمیہ نجف اشرف

اللہ تعالیٰ نے انسان کی خلقت میں دو جہتیں رکھی ہیں

ا۔مادی جہت ۔۲۔ معنوی جہت ۔ انسان ان دو پہلوؤں کا مرکب ہے ۔اللہ تعالیٰ نے اس کے معنوی پہلو میں نفس کو قرار دیا ہے ۔یہ نفس مختلف غرائز یعنی شہوت، لذت اور ہوا و ہوس وغیرہ کا مجموعہ ہے ۔در حقیقت ان تمام غرائز کی بنیادی طور پر دو غریزوں کی طرف بازگشت ہوتی ہے ہے جن کا نام حب اور بغض ہے ۔اور حب اور بغض آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں ۔اب یہاں پر انسان کی نجات کا اہم راستہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ رابطہ ہے جس کو حب اور عشق سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔اللہ تعالیٰ سے محبت یعنی اس کے محضر میں نفس اور قلب کا حضور اس لحاظ سے ہو کہ پھر 'لا یری العبد شیئاً الا ویری اللہ '، عبد کسی شئے کو نہیں دیکھتا مگر وہ اللہ کو دیکھتا ہے ۔اسے ہر طرف خدا ہی خدا نظر آتا ہے۔ البتہ یہ مرتبہ حب اس وقت حاصل ہوتا ہے جب یقین کی خاص حد تک معرفت پہنچ جائے ۔حدیث قدسی میں ارشاد ہوتا ہے '،طوبیٰ لقوم عبدونی حباً واتخذونی الھاً ورباً ......طوبیٰ ہے اس قوم کے لئے جنھوں نے میری عبادت میری محبت کی خاطر کی اور مجھے اپنا معبود ورب بنایا راتوں کو میری خاطر جاگتے ہیں اور دن کو میری جستجو میں بغیر طمع و لالچ کے رہتے ہیں ۔ولا لنار ولا جنۃ بل للمحبۃ الصحیحہ .....نہ جہنم کے خوف میں اور نہ جنت حاصل کرنے کے لئے بلکہ صحیح محبت کے لئے ۔اور وہ میری خاطر ہر شئے کو چھوڑ دیتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کیلئے اسلام نے بھی ہمارے لئے طریقے وضع کئے ہیں ۔جن میں بعض کا ہم ذکر کرتے ہیں ۔

مخلوقات الٰہی میں تفکر کرنا۔حب کی اساس حسن و جمال ہے ۔اور محب جب کسی شئے میں حسن و جمال دیکھتا ہے تو وہ اس کی طرف مائل ہوتا ہے اور اس میں جذب ہو جاتا ہے ۔اور یہ بات انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ حسن و جمال کو پسند کرتا ہے اس حیثیت سے اللہ تعالیٰ کا جمال جمال مطلق ہے ۔بلکہ حقیقی جمال ہی اس کی ذات ہے ۔جیسا کہ دعائے سحر میں ہے ۔،،اللھم انی اسئلک من جمالک باجملہ وکل جمالک جمیل اللھم انی اسئلک جمالک کلہ '، خدا یا میں سوال کرتا ہوں تیرے جمال کے واسطے سے جبکہ تیرے کل جمال خوبصورت ہیں ۔خدایا میں تیرے کل جمال کے واسطے سے سوال کرتا ہوں ۔عبد کو اپنے خالق کے جمال اس کی محبت و عشق کا ادراک اس کی مخلوقات میں تفکر کے بعد حاصل ہو گا۔ قرآن مجید نے مصنوعات الٰہیہ کے آثار پر غور و فکر کرنے کی تاکید فرمائی ہے ۔ارشاد ہوتا ہے '،الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوات والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار ۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی خلقت پر غور وفکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے پرور دگار تو نے ان کو باطل خلق نہیں کیا ہے تو ہی تسبیح کے لائق ہے ۔پس ہمیں جہنم کے عذاب سے دور رکھ۔

حب دنیا سے پرہیز کرنا۔ اس مقام پر امیر المومنین علیہ السلام کا وہ جملہ ہی کافی ہے جس میں آپ نے فرمایا '،کیف یدعی حب اللہ من سکن قلب حب الدنیا '، وہ بندہ اللہ کی محبت کا کس طرح دعوی کرتا ہے جس نے اپنے دل میں دنیا کو بسا رکھا ہے ۔اور پھر فرمایا '، کما ان الشمس واللیل لا یجتمعان کذلک حب اللہ و حب الدنیا لا یجتمعان '، جس طرح سورج اور رات اکٹھے نہیں ہو سکتے اسی طرح اللہ کی محبت اور حب دنیا بھی جمع نہیں ہو سکتے ۔

حب اہل بیت علیھم السلام ۔بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات کمال مطلق ہے ۔ اور یہ محال ہے کہ کوئی بھی اس کی کہنہ حقیقت ، کہنہ کمال، حقیقت جمال اور عزت و جلال کا ادراک کر سکے ۔کیونکہ مخلوقات اپنی خلقت کے حدود کے اعتبار سے محدود ہیں اور محدود لا محدود کا ادراک کرے یہ نا ممکن ہے ۔لہٰذا بندے اپنے علم و معرفت کے بل بوتے پر اس کا دراک نہیں کر سکتے ۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی مخلوق بنائی ہے جن کو اپنی صفات کا مظہر قرار دیا ہے اور وہ ذوات مقدسہ اہل بیت علیھم السلام ہیں جو انسان کامل ہیں ۔اور ان کے لئے یہ مقام عظیم قرار دیا کہ وہ اس کے نور حق کا مظہر ہیں وہی اخلاق الٰہی ،کمال الٰہی ،جلال

الٰہی جمال الٰہی کا مظہر ہیں ۔ اہل بیت ہی ہیں جو اس کے کمال اور جمال تام کے حامل ہیں اور اہل بیت علیھم السلام کے ساتھ محبت کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان کی محبت ہی اللہ کی محبت کا موجب و سبب ہے اس لئے ارشاد حق تعالیٰ ہوتا ہے ۔›› قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ '›اے میرے حبیب ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کریگا۔اس مقام پر اہل بیت کی اتباع اور انکے ساتھ محبت و ولایت کی تاکید کی گئی ہے ۔اور زیارت جامعہ میں ارشاد ہوتا ہے ۔›› من احبکم فقد احب اللہ ومن ابغضکم فقد ابغض اللہ '› اے اہل بیت نبوت جس نے تم سے محبت کی پس اللہ نے ان سے محبت کی اور جس نے تم سے دشمنی رکھی پس اللہ بھی ان کا دشمن ہے۔

اور مسلمانوں کے درمیان تواتر کے ساتھ یہ حدیث نبوی ﷺ موجود ہے جس میں رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا '› ادبوا اولادکم علیٰ حب آل محمد '› تم اپنی اولادوں کو آل محمد کی محبت کی تعلیم دو۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں کو محمد و آل محمد کی محبت سے اور منور کرے ۔کیونکہ اہل بیت کی محبت ہی وہ واحد راستہ ونمونہ ہے جو ہمیں ہمارے معبود حق باریٔ سبحانہ تعالیٰ کی محبت تک پہنچا سکتاہے ۔ہم شہید نینواء امام حسین علیہ السلام کی محبت کے ساتھ رہ رہے ہیں یہ ہماری خوش نصیبی ہے ۔امام حسین علیہ السلام کی محبت وہ نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلص بندوں کے مصفیٰ دلوں اور پاکیزہ قلوب میں ودیعت کی ہے ۔رسول خدا فرماتے ہیں۔›› محبۃ الحسین مکتونۃ فی بواطن المومنین '› حسین کی محبت مومنین کے دلوں میں ایک چھپا ہوا خزانہ ہے ۔یعلی بن مرہ روایت کرتا ہے جسکا مفہوم یہ ہے ۔ایک مرتبہ ہم رسول خدا ﷺ کے ساتھ نکلے راستے میں دیکھا حسین علیہ السلام کھیل رہے ہیں ۔پیغمبر ﷺ صحابہ سے آگے بڑھ گئے اور دونوں ہاتھ پھیلا کر حسین کو گلے لگایا پھر ایک ہاتھ سر پہ رکھا اور ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھا اور چہرے کو اوپر کیا پھر گلے لگایا اور بوسہ دے کر فرمایا '› حسین منی وانا من الحسین احب اللہ من احب حسینا›› حسین مجھ سے ہے میں حسین سے ہوں اللہ اس سے محبت کرتا ہے جس نے حسین سے محبت کی ۔اللہ کی محبت اس کے لئے ہے جو حسین کا محب ہے ۔اور حسین علیہ السلام سے محبت اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا ہے ۔رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث خوشخبری ہے ان مومنین کے لئے اور بشارت ہے حسینیوں کے لئے جن کے شب و روز حسین علیہ السلام کی محبت میں گذر رہے ہیں ۔کیونکہ جو حسین سے محبت کرتا ہے اس سے اللہ محبت کرتا ہے ۔اور بھلا اس دنیا میں کوئی ایسا ولی کوئی ایسا عبد کوئی ایسی مخلوق ہے جس نے اپنے محبوب سے اس طرح محبت و عشق کیا ہو جس طرح امام حسین علیہ السلام نے اپنے مولا ومعبود سے کیا ہے۔جوان بیٹے قربان کئے، بچے قربان کئے ،علی اکبر جیسا بیٹا تڑپتا ہوا دیکھا ،عباس جیسے بھائی کے بازو قلم ہوئے، ننھے علی اصغر کا گلا تیر حرملہ سے چھد گیا عزیزو اقارب اصحاب و مہمان سب اپنی آنکھوں کے سامنے خون میں غلطاں دیکھے، بھوک وپیاس کی شدت بھی ہے ہر طرف سے نیزے اور تیر برس رہے ہیں تلواریں چمک رہی ہیں کربلا کی گرم ریت ہے گلے پہ شمر کا خنجر ہے اس منزل پہ سجدے میں سر رکھ کے محب اپنے محبوب سے کہہ رہا ہے ۔

ترکت الخلق طراً فی ھواک۔۔۔۔۔۔وایتمت العیال لکی اراکا

فلو قطعتنی فی الحب اربا۔۔۔۔۔۔۔لما مال الفواد الی سواکا

پروردگار میں نے تیری خاطر مخلوق کو چھوڑ دیا ہے اور میں نے بچوں کو یتیم کیا تاکہ تیرا دیدار کر سکوں پس اگر تیری محبت میں میرے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیئے جائیں تو بھی میرا دل تیرے سوا کسی کی طرف مائل نہیں ہو گا۔

یہ ہیں حسین جس نے اپنا سب کچھ جو کچھ بھی ان کے پاس تھا اپنے محبوب کی رضا کے لئے قربان کر دیا یہ ہمیں حسین علیہ السلام نے ایک نمونہ دکھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کس طرح کی جاتی ہے اور امام حسین علیہ السلام سے محبت کس طرح کی جائے اس کا نمونہ ہمیں کربلا والوں نے بتایا۔امام کے محب عابس بن شبیب شاکری اور بعض نے حضرت جون کے بارے میں لکھا ہے بہر حال کربلا کا ہر شہید ایک مثال ہے ۔اور ان کے عمل سے پتہ چلتا ہے امام حسین علیہ السلام سے محبت کس طرح کی جاتی ہے ۔

عابس بن شبیب شاکری عاشور کے دن جب میدان کی طرف جا رہے تھے تو اپنی زرہ کو اتار کر پھینک دیا پھر اپنے خود کو اتار کر پھینک دیا پھر اپنے قمیص کا گریبان چاک کر دیا اور ہاتھ میں تلوار لئے پیدل یزیدی لشکر پر حملہ کے لئے رجز پڑھتے ہوئے جا رہے تھے کسی نے آواز دی '›اجننت یا عابس '› اے عابس کیا تو مجنون ہو گیا ہے بھلا اس طرح بھی کوئی زرہ و خود اور ڈھال کے بغیر دشمن کے مقابل جاتا ہے؟ عابس نے جواب دیا '›ای واللہ ان حب الحسین اجننی '› ہاں خدا کی قسم حسین کی محبت نے مجھے مجنون بنا دیا ہے۔

زہیر بن قین بجلی

تحریر:
سید احسن علی زیدی
حوزہ علمیہ نجف اشرف

زہیر بن قین بجلی کا تعلق بجیلہ سے ہے جو عرب کا ایک معروف قبیلہ ہے ۔آپ اپنے خاندان کے شریف ترین اور شجاع ترین انسان تھے اس کے علاوہ میدان جنگ کے بہترین شہسوار ،صاحب وفا، اور ماہر خطیب تھے ۔بنی فزارہ کے ایک شخص کا کہنا ہے کہ ہم ۶۰ ہجری میں حج کے بعد زہیر بن قین کے ہمراہ مکہ سے عراق کی طرف روانہ ہوئے اور اسی دوران امام حسین علیہ السلام بھی عراق کی طرف سفر کر رہے تھے لیکن ہم اموی حکومت کے خوف سے امام حسین کے قافلہ سے دور رہتے تھے ۔ہم کوشش کرتے تھے کہ جہاں امام کا قافلہ قیام کرے ہم وہاں نہ رکیں پورے راستے میں اسی طرح ہوتا رہا کہ جب امام کا قافلہ قیام کرتا تو ہم زہیر بن قین کے ساتھ وہاں سے روانہ ہو جاتے اور اگر امام روانگی کرتے تو ہم قیام کرتے ۔آخر ایک مقام ایسا آیا جہاں پر دونوں قافلے جمع ہو گئے ۔دونوں نے قیام کیا۔امام کے خیام سے کچھ فاصلہ پر ہم نے اپنے خیمے نصب کئے۔اسی دن جب ہم سب دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے تو امام حسین علیہ السلام کا قاصد آیا اور اس نے ہمیں سلام کیا اس کے بعد کہا اے زہیر ابو عبداللہ حسین علیہ السلام نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے ۔اور امام آپ کو طلب فرما رہے ہیں یہ بات سنتے ہی ہمارے ہواس اڑ گئے ہاتھوں میں لقمے رک گئے ایسے لگتا تھا جیسے ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں ۔قاصد واپس چلا گیا۔اتنے میں زہیر کی بیوی دلھم بنت عمرو خیمے میں داخل ہوئی اور اس نے زہیر بن قین سے کہا۔سبحان اللہ فرزند رسول تمہیں بلا رہے ہیں اور تم جانے سے گریز کر رہے ہو القصہ زہیر بن قین کی بیوی نے زہیر کو امام کے پاس جانے پر آمادہ کیا۔پھر زہیر امام کی طرف چلے گئے جب واپس آئے تو ان کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔اپنے خیمے میں داخل ہوئے اور کچھ ضروری سامان لیا اور بیوی سے کہا کہ میں تمہیں طلاق دیتا ہوں کیونکہ میں فرزند رسول کی نصرت کو جا رہا ہوں اور تو اپنے خاندان کی طرف چلی جا میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم پر کوئی مصیبت آئے اسکی بیوی نے جواب دیا کہ مہربانی کرو مجھے ساتھ لے جاؤ۔تم فرزند مرتضیٰ کی نصرت میں جنگ کرنا اور میں بنت مصطفیٰ] سیدہ زینب [کی مصیبت و دکھ درد میں شریک ہوں گی ۔پھر جناب زہیر نے اپنے اصحاب سے کہا کہ تم میں جو چاہتا ہے ہمارے ساتھ روانہ ہو ورنہ تم سے یہ میری آخری ملاقات ہے۔یہ کہہ کر وہ امام حسین علیہ السلام کے خیام کی طرف چلے گئے اور راستے میں جب حر کے لشکر نے امام کا راستہ روکا تو زہیر بن قین نے عرض کی مولا اس مختصر سے لشکر سے مقابلہ کرنا آسان ہے ۔باقی لشکر کے پہنچنے سے پہلے ہم ان کا کام تمام کر

دیتے ہیں تو اس کے جواب میں امام نے فرمایا: نہیں زہیر میں نہیں چاہتا کہ اس جنگ کی ابتداء ہماری طرف سے ہو۔ نویں محرم کی عصر کو جب لشکر اعداء نے خیام حسینی پر حملہ کرنے کا پروگرام بنایا تو ان کی طرف امام نے حضرت ابوالفضل العباس کو بھیجا تو اس وقت حبیب ابن مظاہر اور زہیر بن قین بھی حضرت عباس کے ساتھ تھے۔

زہیر ابن قین اور شب عاشور۔ شب عاشور کو امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب و اعوان و انصار کو جمع کیا اور ایک بلیغ خطبہ دیا جس میں اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور رسول کی رسالت کو بیان کیا۔ پھر اپنی رسول سے قرابت داری کو بیان کیا اور اس کے بعد فرمایا '› فانی لا اعلم اصحاباً اوفی ولا خیراً من اصحابی ..... میں اپنے اصحاب سے بہتر اور وفادار کسی کے اصحاب نہیں دیکھتا۔ اور صلہ رحمی اور نیکی میں میرے اہل بیت سے زیادہ کسی کے اہل بیت نہیں ہیں۔ اس کے بعد سب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تم کو اجازت دیتا ہوں اور اپنی بیعت سے بھی تم کو آزاد کرتا ہوں اور میری طرف سے کوئی شکوہ و مذمت بھی نہ ہوگی تو اس رات کی تاریکی میں چلے جاؤ اور میرے اہل بیت و اقرباء کو بھی ساتھ لے جاؤ اور مجھے اس قوم میں تنہا چھوڑ دو فانھم لا یریدون غیر ی '› ان کا مقصد فقط میری ذات ہے۔ تم میری طرف سے آزاد ہو اور تمہارے سامنے راستہ کھلا ہے جس پر کوئی خطرہ بھی نہیں ہے لہذٰا تم لوگ رات کی تاریکی میں فائدہ اٹھاؤ۔

تو اس وقت زہیر ابن قین کھڑے ہوئے اور عرض کی اے میرے آقا خدا کی قسم اگر مجھے قتل کیا جائے اور پھر زندہ کیا جائے پھر قتل کیا جائے پھر زندہ کیا جائے اسی طرح ہزار مرتبہ قتل کیا جاؤں اور زندہ کیا جاؤں میں پھر بھی آپ کو تنہا چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ اور زیارت ناحیہ میں وارد ہوا ہے '›السلام علی زہیر بن القین البجلی القائل للحسین علیہ السلام وقد اذن لہ فی الانصراف. لا واللہ لا یکون ذلک ابداً آ اترک ابن رسول اللہ اسیراً فی ید الاعداء واتجو لا ارانی اللہ ذلک الیوم ابداً۔ سلام ہو زہیر ابن قین بجلی پر جس کو جب امام حسین نے جانے کی اجازت دی تو اس نے امام حسین علیہ السلام سے عرض کی۔ نہیں خدا کی قسم ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیا میں فرزند رسول کو دشمنوں کے درمیان گھرا ہوا تنہا چھوڑ دوں اور اپنی نجات کی فکر کروں۔ اللہ مجھے ایسا دن کبھی نہ دکھائے۔

عاشورہ کے دن نماز ظہر کے وقت جب امام حسین علیہ السلام ظہر کی نماز ادا کر رہے تھے اور یزیدی لشکر نے تیروں سے حملہ کر دیا تو اس وقت سعید کے ساتھ زہیر قین بھی امام کا دفاع کر رہے تھے اور تیروں کو روک رہے تھے۔ پھر زہیر بن قین نے امام سے میدان جنگ میں جانے کے لئے اجازت مانگی۔ جب میدان میں آئے تو فوج اشقیاء کو ایک خطبہ دیا اور انھیں وعظ و نصیحت کی اور امام حسین علیہ السلام کی نصرت کی دعوت دی کہ فرزند زھراء سمیہ کے بیٹے سے نصرت کا زیادہ حقدار ہے لہذٰا فرزند رسول کی نصرت کرو۔ اس کے بعد شمر ملعون نے آپ کی طرف تیر پھینکا اور دھمکی دی اس کے جواب میں زہیر نے کہا یابن البوال ... میں تم سے کلام کرنا پسند نہیں کرتا کیونکہ تو حیوانوں سے بھی بد تر ہے۔ اور پھر اسے عذاب الیم کی خبر دی۔ اور پھر رجز پڑھا '›انا زھیر انا ابن القین '› اذود کم بالسیف عن حسین '› اور لشکر اعداء پر حملہ کر دیا آپ دشمن کے لشکر پر برق کی طرح حملے کر رہے تھے کبھی میمنہ پر حملہ کرتے کبھی میسرہ پر کبھی قلب لشکر پر۔ میمنہ کو میسرہ پر پلٹ دیا اور میسرہ کو میمنہ پر پلٹ کر رکھ دیا میدان کا نقشہ ہی بدل دیا۔ بحار الانوار میں ہے کہ آپ نے ایک سو بیس ملعونوں کو واصل جہنم کیا گھمسان کی جنگ ہو رہی تھے اکیلا حسینی مجاہد ہزاروں کا مقابلہ کر رہا تھا کہ اتنے میں عبد اللہ شعبی اور مہاجر بن اوس تمیمی نے آپ پر دھوکہ سے حملہ کر دیا۔ ایک نے نیزہ مارا اور دوسرے نے تلوار کا وار کیا جس سے آپ سنبھل نہ سکے اور زمین پر گر گئے اور پھر جام شہادت نوش کیا۔ جب امام حسین علیہ السلام کو آپ کی شہادت کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ زہیر کے قاتلوں پر لعنت کرے جو بندروں اور خنازیر کی صورتوں میں مسخ ہو چکے ہیں۔

کربلاء از آدم علیہ السلام تا خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ

تحریر: عباس نقوی

کربلا ایک سر زمین ہے جس کی ایک درخشاں تاریخ ہے کربلا کے متعلق مختلف احادیث ملتی ہیں جن میں سے یہ ہیں

کربلا بقعه من بقع الجنه

کربلا ترعه من ترع الجنه

قال الحسين عليه السلام موعد حفرتی وبقعتی استشهد فيها وهی کربلاء

کربلا ایک تاریخ ایک واقعہ ایک حقیقت حق و صداقت کی داستان جس کا ذکر ہر نبی نے کیا۔ اس حوالہ سے ہم گزشتہ شمارے میں حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کا ذکر کر چکے ہیں چند مزید انبیاء سے متعلق واقعات پیش خدمت ہیں۔

قصص الانبیاء میں روایت بیان کی گئی ہے کہ رسول کرم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جب خدا نے ارادہ کیا کہ قوم نوح کو ہلاک کرے خدا نے وحی کی اے نوح لکڑیوں کو چیرو جب حضرت نوح علیہ السلام نے لکڑی چیر کر تیار کر لی تو حضرت نوح علیہ السلام حیران تھے کہ اب کیا کریں تب حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے ان کے ساتھ کشتی کا ایک نقشہ تھا اور ایک تابوت تھا جس میں ایک لاکھ انتیس ہزار کیلیں تھیں حضرت نوح علیہ السلام نے تمام کیلیں کشتی میں لگائیں یہاں تک کہ پانچ کیلیں رہ گئیں اب جو کیل لگائی تو اس سے تمام علاقہ میں ایک نور پھیل گیا صاف آواز میں یہ نور گویا ہوا کہ میں رسول کرم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نام کا کیل ہوں تب حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے حضرت نوح علیہ السلام نے سوال کیا یہ کس قسم کا کیل ہے میں نے پہلے اس طرح کا کیل نہیں دیکھا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا یہ رسول کرم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نام کا کیل ہے کہ جس سے تمام علاقہ روشن ہو گیا ہے پھر حضرت نوح نے کشتی کے بائیں جانب کیل لگایا تو اس سے کشتی کا بائیں حصہ منور ہو گیا جبرائیل علیہ السلام نے بتلایا کہ یہ رسول کرم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا زاد بھائی کے نام کا کیل ہے جو سید الاوصیاء ہیں جن کا نام مبارک حضرت علی علیہ السلام ہے۔ تیسرا کیل کشتی کے سامنے کے حصے میں لگایا تو یہ حصہ بھی روشن ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ رسول کرم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کی لخت جگر جناب حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے نام کا کیل ہے جب چوتھا کیل لگا تو بھی کشتی کا حصہ منور ہوا تو بتلایا کہ یہ حضرت حسن علیہ السلام کا نور ہے جو رسول کرم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نواسے ہیں لیکن جب پانچواں کیل لگایا گیا تو ایک خاص قسم کی روشنی پیدا تو ہوئی مگر ساتھ ہی سرخ خون نکلنے لگا تب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ رسول کرم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نواسے حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام کا کیل ہے اس پر حضرت نوح علیہ السلام نے حیران کن انداز میں سوال کیا کہ اس خون کی سرخی کا کیا مطلب ہے؟ تب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ حسین ابن علی علیہ السلام جو نبی کا نواسہ ہو گا کربلا کے میدان میں رسول کرم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہی امت کے ہاتھوں میں شہید ہو گا وہ امت رسول کرم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سید الشہداء ہو گا اور اس کی شہادت کے روز ہر پتھر کے نیچے سے خون نکلے گا اور سرخ آندھی چلے گی غرض کہ تمام حالات سے حضرت نوح علیہ السلام کو آگاہ کیا تب حضرت نوح علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں پر لعنت کی اور ان سے برائت کا اظہار کیا۔

بیان کیا گیا ہے حضرت زکریا علیہ السلام نے خدا سے کہا، جب بھی میں لفظ حسین علیہ السلام اپنے لبوں پر لاتا ہوں نہ جانے کیوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں تب خدا نے وحی کے ذریعے حضرت زکریا علیہ السلام کو امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی تفصیل سے مطلع کیا۔

کتب تاریخ میں انتہائی اختصار سے ہم تک کچھ واقعات ملے ہیں جبکہ نہ جانے کتنے انبیاء نے کربلا کی زیارت کی اور واقعہ امام حسین علیہ السلام سے متاثر ہوئے ہیں۔ جس طرح ہم کو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے مکمل نام اور تاریخ نہیں معلوم بلکہ صرف تعداد کا علم ہے اسی طرح بہت سارے انبیاء کے حوالے سے ذکر موجود نہیں ہے۔ بعض محققین کا کہنا ہے حضرت

مریم سلام اللہ علیہا کا مقام شرقیہ جانا سے مراد یہی ہے کہ وہ کربلا کے علاقہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لے کر آئی تھیں اور ایک عرصہ تک جو درخت حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک پر سایہ دار تھا کے متعلق بیان کی جاتا ہے کہ وہی درخت ہے جس سے حضرت مریم علیہ السلام بطور غذا حاصل کرتی رہیں اور یہ سدرہ کا درخت عباسی خلیفہ رشید نے سن ۱۷۱ ہجری ۲۲ جولائی ۷۸۷ء میں جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر پر موجود عمارت کو منہدم کیا اس شجرہ السدرۃ کو کاٹ دیا جو آج بھی کسی نہ کسی صورت میں کربلا میں موجود ہے۔

رسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم اور واقعہ کربلا

ہمارے رسول ﷺ نے اپنے نواسہ کے تعارف میں بہت ساری احادیث ارشاد فرمائی ہیں جن سے صاحب کربلا کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے۔

قال رسول اللہ للحسین انت سید ابن سید اخو سید و انت امام ابن امام اخو امام و انت حجۃ ابن حجۃ و انت ابو ابو حجج تسعہ، تاسعھم قائمھم (منھاج السنہ لابن تیمیہ ۲۰۹/ ٤ ،ینابیع المودۃ ص ۱۲۸)

ابن تیمیہ اپنی کتاب منہاج السنہ اور صاحب ینابیع المودۃ رسول اکرم ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہیں رسول اکرم امام حسین علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں: اے حسین تم سید (سردار) ابن سید (سردار) ہو تم امام ابن امام، امام کے بھائی تم حجت خدا اور حجت خدا کے بیٹے ہو اور ۹ حجت خدا کے باپ ہو جن کا آخری قائم امام زمان ہوگا۔

قال رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم واما الحسین فلہ جودی و شجاعتی (ینابیع المودۃ ۲۰۹)

حسین میری عطا و سخاوت اور شجاعت کا وارث ہے

قال رسول صل اللہ علیہ والہ وسلم الحسن و الحسین امامان قاما او قعدا (روضۃ الواعظین ۱۰۶)

حسن اور حسین امام ہیں قیام (جہاد) کریں یا صلح کریں

قال صل اللہ علیہ وآلہ وسلم للحسنین علیھم السلام انتما الامامان و لا متکما الشفاعہ (نزھۃ المجالس ج ۲ ص ۱۸٤)

رسول اکرم صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن و حسین سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ تم دونوں امام ہو اور تمہارے پیروکاروں کے لئے ہی شفاعت ہے۔

جب کہ حسین منی و انا من حسین اور الحسن و الحسین سید ا شباب اہل الجنۃ جیسی احادیث زباں زد ہ عالم ہیں خطبہ چھوڑ کر امام حسین علیہ السلام کا استقبال کرنا اور امام حسین علیہ السلام کی سواری بنا بھی رسول کی محبت و چاہت کے ثبوت ہیں کہ رسول اکرم امام حسین سے کس قدر پیار کرتے تھے یہاں تک کہ مباہلہ میں ابنائنا کے درجہ پر لوگوں نے امام حسنین علیہم السلام کو دیکھا۔ مسجد نبوی میں دوران نماز امام حسین علیہ السلام کا سجدے کی حالت میں نبی کی پشت پر سوار ہونا اور نبی کا سجدے کو غیر معمولی طول دینا بھی کتب سیرت و تواریخ سے ملتا ہے۔

کتاب کامل الزیارات میں ہے کہ ایک روز جب رسول اکرم صل اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسین علیہ السلام کو پیار کر رہے تھے کہ حضرت جبرائیل تشریف لائے اور رسول کو بتایا کہ جس حسین سے آپ کو اتنی محبت ہے اور پیار کر رہے ہیں ایک روز بے جرم و بے خطا لق و دق صحرا میں بے یار و مددگار شہید کیا جائے گا اور واقعہ کربلا جو رونما نہیں ہوا تھا کی تفصیل بیان کی اور ساتھ ہی ایک شیشی میں کربلا کی مٹی دی جس کے متعلق بتلایا کہ یہ اس سرزمین کی مٹی ہے جہاں امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا جائے گا اور جب ایسا ہوگا تو یہ مٹی سرخ ہو جائے گی۔ اس موقع

پر رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت روئے یہاں تک کہ حضرت علی علیہ السلام ،جناب فاطمہ سلام اللہ علیہااور حسنین شریفین علیہم السلام نے بھی گریہ کیا۔

رسول خدا نے اس بوتل کو جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کربلا کی مٹی کی دی تھی ام المومنین حضرت سلمٰی سلام اللہ علیہا کے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ یہ مٹی سنبھال کر رکھنا جب سرخ ہوجائے تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا حسین شہید ہو گیا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام رسول کرم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس تشریف لائے تو امام حسین علیہ السلام آپ کے پاس کھیل رہے تھے تب جبرائیل علیہ السلام نے رسول کرم صلّ اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بتایا کہ آپ کی امت آپکے بعد آپ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نواسے کو انتہائی بے دردی سے قتل کر دے گی یہ سن کر رسول کرم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم رونے لگے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں آپ کو وہ مٹی دکھا تا ہوں جس پر آپ کا یہ نواسا شہید ہوگا اچانک وہ مقام جہاں پر آپ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے سے قتل گاہ امام حسین علیہ السلام تک کی تمام مٹی دھنس گئی حضرت جبرائیل نے کربلا کی مٹی لی اور آنکھ جھپکنے سے بھی کم وقت میں زمین دوبارہ بچھ گئی حضرت جبرائیل وہاں سے روانہ ہوتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اے مٹی تو کتنی بابرکت بنے گی جب تیرے آس پاس بابرکت نفوس شہید کئے جائیں گے ۔(کامل الزیارات صفحہ ۱۴۴)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کا ظہوراس دنیا میں ہوا تو حضرت جبرائیل رسول کرم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے اور رسول کرم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بتایا کہ آپ کے اس نواسے کو آپ کی امت آپ کے بعد کربلا کے میدان میں شہید کرے گی ۔کیا میں آپ کو وہ مٹی دکھاؤں ؟ رسول کرم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہاں دکھائو تو حضرت جبرائیل نے زمین پر ہاتھ مارا تو کربلا سے مدینہ تک کی زمین دھنس گئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مٹھی بھر ریت لے لی اور رسول کرم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دی اور کہا کہ یہ اس سرزمین کی مٹی ہے جہاں پر آپ کے نواسے کو شہید کیا جائے گا ۔ اس مٹی کو رسول کرم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت ام سلمٰی سلام اللہ علیہا کو دیا تھا عصر عاشور جب کہ ام سلمٰی سو رہی تھیں کہ خواب کے عالم میں انہوں نے دیکھا کہ رسول کرم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم رو رہے ہیں اور گریبان چاک کئے ہوئے ہیں ام سلمٰی نے پوچھا کہ یا رسول کرم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم میں میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں یہ کیا حال بنایاہوا ہے ؟ رسول کرم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایاام سلمٰی میرا بیٹا کربلا میں شہید ہو گیا ہے ام سلمٰی فورا اٹھ بیٹھیں اور اس مٹی کو دیکھا تو وہ مٹی سرخ ہو چکی تھی۔

کربلا آج بھی سرزمین معجزات و کرامات ہے کربلا آج بھی خون سے سرخ ہے ہر عاشور کے دن کربلا کی مٹی سرخ ہو کر یہ بتارہی ہے کہ سن ۶۱ ھجری میں اس سرزمین میں ناحق رسول خدا کے نواسہ کو مسلمانوں نے پیاسا شہید کیا آج بھی کربلا اپنے کرب و بلاء کی داستان بیان کر رہی ہے .

کلام انیس

• کلام:

میر ببر علی انیس

ضبط گریہ ماتم سرور میں ہوسکتا نہیں
سر جھکا کر بیٹھ مجلس میں جو روسکتا نہیں

شاہ کہتے تھے یہ دنیا بھی ہے عبرت کی جگہ
مر گیا بیٹا جواں اورباپ رو سکتا نہیں !

شاہ فرماتے تھے فوج اشقیادو کے ہے گھاٹ
کوئی اک ساغر بھی دریا میں ڈبو سکتا نہیں

کہتی تھی بانو خبراصغر کی لیجے ، یا حسین
اب تو ایسا ضعف طاری ہے کہ رو سکتا نہیں

اللہ اللہ کیا وفا پرور تھے بازوئے حسین
کوئی اپنی جان سے یوں ہاتھ دھو سکتا نہیں

جاکے دریا میں علم بردار نکلے تشنہ لب
صبر یہ دوروز کے پیاسے سے ہو سکتا نہیں

کربلا میں اپنا گھر کا گھر لٹا بیٹھے حسین
ورنہ انساں دولت اولادکھو سکتا نہیں

کہتے تھے حضرت ، گلاکٹ جائےلٹ جائےگھر
حاکم فاسق کا تابع ہوں،یہ ہو سکتا نہیں

رات اندھیری پرسش اعمال ایذا اے فشار
قبر میں بھی چین سے انسان سوسکتا نہیں

گھانا میں اسلام

• ترجمہ : شیخ نثار حسین جعفری

نویں صدی کے آغاز میں ہی مغربی افریقا میں اسلام پھیلنا شروع ہو گیا۔اسلام کی نشرو اشاعت اور اسکے پھیلنے میں مرکزی کردار ان مسلمان تاجروں کا تھا جو شمال افریقا میں تجارتی سرگرمیوں میں سرگرم تھے۔ پھر دین اسلام مالی، سونغائی اور قدیمی گھانا میں پھیلنا شروع ہو گیا۔ حقیقت میں پندرھویں صدی عیسوی میں اسلام جدید گھانا میں داخل ہوا۔ مانڈی کو کہ جنکو (وانغرا) کے نام سے جانا جاتا ہے ان مشہور دینی اور تجارتی شخصیات میں ایک تھے کہ جنھوں نے گھانا میں دین اسلام کو منتقل کیا۔سولھویں صدی کے آغاز میں گھانا کے اندر مسلمانوں کی تعداد میں قابل قدر اضافہ ہوا خاص طور پر ملک کے شمال مشرقی علاقوں میں ،اور یہ سب اس علاقہ میں مسلمان تاجروں کی آمد کا نتیجہ تھا جبکہ دوسرا عامل وہ مہاجرین تھے جو انیسویں صدی کے اوائل میں شمالی نائجیریا میں پروان چڑھنے والی جہادی تحریکوں اور حملوں کے ڈر سے بھاگ کر آئے تھے ۔ ۱۹۸۰ ء کے آغاز میں اہل بیت علیھم السلام کے ماننے والوں کا اسلام پھیلانے میں سرگرم حصہ تھا اور یہ سب لبنانی تاجروں کے آنے کا نتیجہ تھا یہاں تک کہ انکی تعداد دس لاکھ تک جا پہنچی ۔اور ملک میں مالکی مذہب کے مطابق اسلامی قانون کے اصدار کے بعد مالکی مذہب بھی ملک کے مختلف علاقوں میں پھیلنے لگا۔ اسیطرح ملک میں صوفیہ اور تیجانیہ قادریہ کے پیروکار بھی ہیں لیکن وسیع تعداد میں نہیں ہیں ۔مشرق و سطیٰ ،شمالی افریقا اور نائجیریا میں پائے جانے والے اضطرابات کے باوجود ملک میں پائے جانے والے مذاہب کے درمیان تعلق انتہائی مضبوط ہے خاص طور پر مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان ۔مذاہب کے درمیان تعلقات کو حکومت کی جانب سے قائم شدہ ایک کمیٹی کے ذریعہ کنٹرول کیا جاتا ہے اسیطرح یہ کمیٹی دینی اجتماعی اور مسلمانوں پر اثرانداز ہونے والے مسائل کا بھی جائزہ لیتی ہے مگر یہ کہ یہ کمیٹی قرآن کریم اور اسلامی تعلیمات کو پروان چڑھانے کیلئے قائم شدہ مدارس کے معیار کو بلند کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی ۔

حکومتی رپورٹس کیمطابق گھانا میں مسلمانوں کی

تعداد ۱۶٪ ہے جبکہ بعض اداروں کی جانب سے اس تعداد پر شک کا اظہار کیا گیاہے لیکن محکمہ مردم شماری نے اسی تعداد کی تصدیق کی ہے جبکہ گھانا کے باقی لوگ یا تو '›والجاؤ›› فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں جن میں سے اکثر یا تو مسیحی ہیں یا بت پرست ،یا وہ›› اکان والاؤ›› فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

گھانا میں تشیع۔ یہ بات روز روشن کیطرح واضح ہے کہ مکتبِ تشیع کیطرف پوری دنیا کا میلان روز بروز بڑھتا جارہاہے کیونکہ دلیل و عقل وبرھان کو ماننے والوں کیلئے شیعہ افکار اور تعلیمات ہر نقص سے پاک اور واضح ہیں گھانا میں اہل بیت علیہم السلام کے ماننے والوں میں اکثریت نوجوان طالبعلموں کی ہے۔ اوریہی وہ شیعہ نوجوان ہیں کہ جو ملک میں اپنے ہم مکتب شیعہ مسلمانوں کے امور کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔یہاں تک کہ اب انکی تعداد دس لاکھ کے قریب ہے

۱۹۸۴ء میں بعض مومنین کے واسطہ سے فکر اہلبیت علیہم السلام گھانا میں داخل ہوئی اور ان مومنین میں سب سے بزرگ اور اہم شخصیت مرحوم (عبد السلام بانسی) کی تھی ۔ انکو گھانا میں شیعہ مذہب کے بانیوں میں سے شمار کیا جاتا ہے بلاشبہ وہ گھانا اور مغربی افریقا میں شیعہ مذہب کی ایک انتہائی اہم شخصیت تھے ۔آپ گھانا میں قائم اسلامک ریسرچ سنٹر کے فارغ التحصیل طلبہ میں سے تھے ۔اسی دوران انہوں نے وہابی اور تیجانی فرقہ سے منسوب مساجد اور مدارس میں لیکچرز اور دروس دینے شروع کر دیئے آخر کار وہ گھانا کے بہت زیادہ افراد کو تعصب اور شدت پسندی سے پاک و پاکیزہ فکر اہلبیت علیہم السلام کیطرف راغب کرنے میں کامیاب ہوئے شیخ بانسی کی کوشش کے ایک سال بعد بعض ایرانی بھائیوں کی مدد سے ایک مدرسہ اہل بیت علیہم السلام کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔اور یہ مدرسہ گھانا میں شیعہ مسلمانوں کیلئے پہلی دینی درسگاہ تھی ۔یہاں یہ بات کہنا بھی ضروری ہے کہ اس مدرسہ میں کئی طالبعلم ایسے بھی آئے جو وہابی اور تیجانی مدارس میں زیر تعلیم تھے یوں مدرسہ نے اپنے دامن میں ہر اس شخص کو جگہ دی جو تعلیماتِ اہلبیت سے مزین ہونا چاہتا تھا اس مدرسہ میں مغربی افریقہ کے کئی ملکوں کے طالبعلم بھی داخلہ کیلئے آئے۔

صرف دو سال بعد شیخ بانسی کی کوششوں میں مزید تیزی آئی اور فروغِ تشیع کی تحریک کافی پھیلنے لگی اسکے بعد ایک اور جگہ پر مدرسہ اہلبیت کا سنگ بنیاد رکھا گیا اسکے بعد ملک کے شمال اور مشرقی اور جنوبی حصہ کے مغرب میں کافی مدارس اور انسٹیٹیوٹ وجود میں آئے اورالحمدللہ آج ملک میں شیعہ مسلمانوں کے پاس ۲۰ کے قریب مدارس اور کئی مساجد ہیں ان مساجد میں ایک مسجد الرسول الاکرم ﷺ ہے کہ جس کو ملک میں تمام شیعہ مسلمانوں کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔

بہر حال ایرانی حکومت کی جانب سے بنائی جانے والی اسلامی یونیورسٹی بھی شیخ بانسی کی کوششوں کا ہی نتیجہ تھی اور یونیورسٹی کے طالبعلم مختلف اسلامی اور غیر اسلامی فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں گھانا میں شیعہ مکمل آزادی کے ساتھ شعائر اہلبیت علیھم السلام کو برپا کرتے ہیں اور معاشرہ میں ان کا ایک اعلیٰ مقام ہے اور یہ سب انکی پر امن تعلیمی اور ثقافتی سر گرمیوں اور دوسرے مذاہب کے ساتھ اچھے تعلقات کی بدولت ہے اور اسیوجہ سے آج گھانا حکومت ،فکر اہلبیت اور تعلیمات محمد ﷺ وآل محمد علیہم السلام کو نہایت فراخ دلی اور احترام کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

ثقافتی مراکز اور ادارے ۔

ملک میں کئی ایسے مراکز اور ادارے ہیں کہ جن کو شعائر اہلبیت علیھم السلام برپا کرنے کیلئے بنایا گیا ہے انہی میں سے ایک دارالحکومت اوکرا میں واقع مسجد الرسول الاکرم ﷺ ہے ۔بعض افریقی مراقبین کی نظر میں اس قسم کے ادارے اور مراکز ملک کیلئے ایک انتہائی مثبت قدم ہے کیونکہ ایسے مراکز لوگوں میں الفت اور محبت اور تعاون کی روح پھونکتے ہیں ۔

اسکے علاوہ کئی ایک دینی اور ثقافتی ادارے ، تنظیمیں اور انسٹیٹیوٹ ہیں کہ جن سب کا ایک اعلی علمی اور اخلاقی ہدف ہے کہ جسکے حصول کیلئے وہ کوشاں ہیں ۔

ان میں سے کچھ یہ ہیں ۔

(۱) انسٹیٹیوٹ آف شیعہ اہل البیت علیھم السلام ۔یہ انسٹیٹیوٹ تامالی میں واقع ہے یہ انسٹیٹیوٹ لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کیلئے انتہائی اہم کردار ادا کر رہا ہے ۔اور گھانی معاشرے میں اخلاق اہلبیت علیھم السلام کی نورانی شمعیں جگہ جگہ روشن کر رہا ہے ۔

(۲) مدرسہ اہلبیت علیھم السلام ۔یہ گھانا میں شیعہ مسلمانوں کیلئے قائم ہونے والا پہلا مدرسہ ہے اسکو ایرانی حکومت کی طرف سے بنایا گیا ۔اور مرحوم شیخ عبد السلام بانسی کی سرپرستی میں شروع کیا۔

(۳) اشیمان میں واقع مسجد اہل البیت علیھم السلام

(۴) غوصو میں واقع مدرسہ امام المہدی (عج)

(۵) تامالی میں واقع مسجد باوکو ، مسجد امانتی اور مسجد یرانغا

(۶) اکرا میں مدرسۃ حوزۃ علمیہ

(۷) کاسو میں واقع مدرسۃ امام صادق

(۸) اکرا میں حرسۃ المجتمع الجعفری

(۹) المجلس الاعلی للدعوۃ والبحوث الاسلامیہ

(۱۰) اتحاد الطلبۃ المسلمین واہل البیت علیھم السلام

(۱۱) جامعۃ اسلامیہ اور خواتین کیلئے مدرسۃ فاطمہ الزہراء علیھا السلام

یہ تمام ادارے اور مراکز گھانی معاشرے میں معاشرتی اور قومی حوالے سے انتہائی اہم کردار ادا کر رہے ہیں یہ تمام مراکز دینی شخصیات کی سرپرستی میں کام کر رہے ہیں جن میں سے اہم ترین یہ ہیں ۔

شیخ عیسیٰ نوھوباندا غو (مرحوم شیخ عبد السلام بانسی کے نائب) اور شیخ سلیمان باندا غو اور موسیٰ ادریس۔

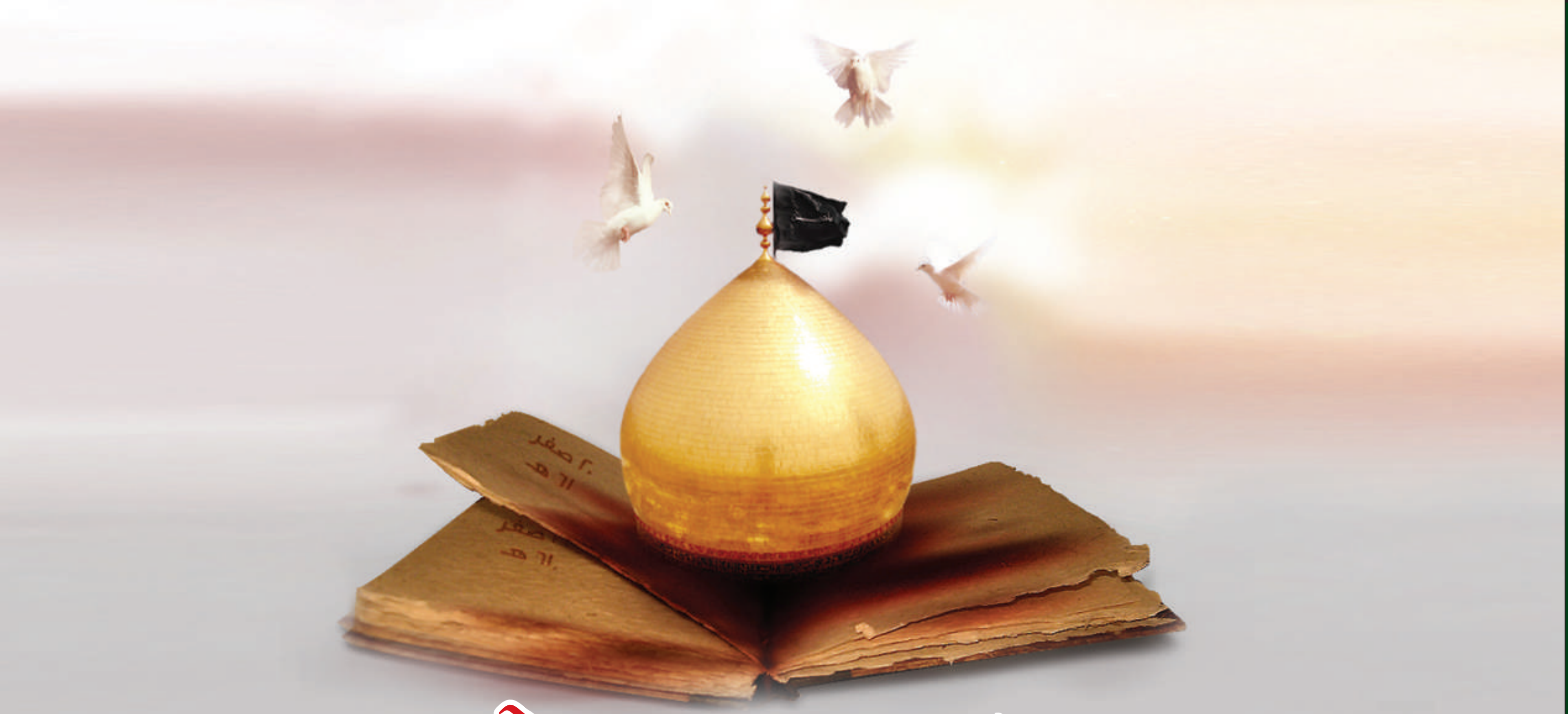

کلام امام در فضیلت زیارت امام حسین علیہ السلام

معاویہ بن وہب سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی زیارت کے لئے گیا جب میں ان کے پاس حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ اپنے گھر میں مصلیٰ عبادت پر نماز میں مشغول ہیں میں وہاں آپ کے پاس بیٹھ گیا یہاں تک کہ امام نے اپنی نماز کو تمام کیا اور اپنے پروردگار سے نماز میں اس طرح سے دعا کر رہے تھے :

یا من خصنا بالکرامۃ ووعدنا الشفاعۃ و حملنا الرسالۃ

اے میرے پروردگار تو نے ہمیں شرف و عزت کے ساتھ مخصوص کیا اور ہم سے شفاعت کا وعدہ کیا اور رسالت کا حامل بنایا اور ہمیں انبیاء کا وارث قرار دیا اور سلسلہ امامت کا خاتمہ ہم پر ہوا اور ہم کو نیابت سے بھی مخصوص کیا اور ہمیں زمانوں کا علم دیا اور ہماری طرف لوگوں کے دلوں کو جھکا دیا۔ اے میرے پروردگا مجھ پر اور میرے بھائیوں پر اور میرے دادا حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرنے والوں پر رحم فرما۔ ان پر رحم فرما جنہوں نے اپنے اموال کو خرچ کیا اور اپنے جسم و جان کو ہمارے ساتھ نیکی کرنے میں مشغول کر دیا اور ہمارے ساتھ صلہ کرنے میں اپنی جان صرف کی ۔ تجھ سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے یہ کام انہوں نے تیرے حبیب کی خوشنودی کے لئے اور ہمارے احکام کی بجا آوری کے لئے اور ہمارے دشمن کو ناراض کرتے ہوئے کیا ہے ۔ اور یہ سب انہوں نے تیری رضا کی خاطر کیا ہے تو ان کو ہماری جانب سے اس کے صلے میں اپنی رضا مندی عطا فرما اور شب و روز ان کی اور ان کے اہل و عیال کی جو پیچھے رہ گئے ہیں سب کی حفاظت فرما اور ان کی مدد فرما اور ہر مغرور و سرکش کی شرارت سے ان کی کفایت فرما اور اپنی مخلوق میں سے ہر کمزور اور طاقتور سے ان کی مدد فرما اور جن و انس کے شیاطین کے شر سے ان کی حفاظت فرما۔ اور اپنے وطنوں سے دوری کے دوران وہ جو بھی تجھ سے امید کریں اس سے زیادہ اور بہتر انہیں عطا فرما اور جو انہوں نے اپنے اہل و عیال پر ہمیں ترجیح دی ہے اسکا ان کو صلہ عطا فرما۔

اے پروردگار۔ یقینا ہمارے دشمنوں نے ان کے اوپر ہماری طرف نکلنے پر پابندیاں لگائیں مگر یہ رکاوٹیں ان کو نہ روک سکیں ۔ ان کو لوگوں کی مخالفت ہماری طرف آنے اور بلند ہونے سے نہ روک سکیں ۔ پس اے پروردگار ان کے چہروں پر رحم فرما جو امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک سے مس ہوئے ہیں اور ان دلوں پر رحم فرما جن کو ہماری وجہ سے خوف زدہ کیا گیا ان دلوں پر رحم فرما جو ہماری وجہ سے جلے ہیں اور ان کی آہ و بکا اور گریہ کیا ان پر رحم فرما جو ہمارے لئے برپا ہوا۔ اے میرے پروردگار میں یہ اجسام و ارواح تیرے حوالے کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ تو ان کو سخت پیاس والے دن حوض سے سیراب فرما۔

امام مسلسل سجدے میں دعا کرتے رہے جب آپ دعا سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کی اے فرزند رسول ﷺ میں آپ پر قربان جائوں اگر یہ کلمات جو میں نے ابھی آپ سے سنے ہیں اگر اس شخص کو معلوم ہو جائیں جو اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا تو میرا خیال ہے کہ اس کی کسی چیز کو کبھی آگ نہیں کھائے گی خدا کی قسم میں آرزو کرتا ہوں کہ کاش میں نے ان کی زیارت کی ہوتی اگرچہ میں نے حج بھی نہ کیا ہوتا ۔ امام نے فرمایا تم ان کے کس قدر قریب ہو پھر تمہیں ان کی زیارت کرنے میں کیا چیز مانع ہے ؟ پھر فرمایا اے ابن وہب امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو کبھی بھی ترک نہ کرنا ۔ میں نے عرض کی اے فرزند رسول ﷺ آپ پر قربان جائوں مجھے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی عظمت کا اس قدر بالکل علم نہ تھا پھر آپ نے فرمایا اے ابن وہب امام حسین علیہ السلام کے زائرین کے لئے آسمان پر جو فرشتے دعا کرتے ہیں ان کی تعداد زمین پر دعا کرنے والوں سے کہیں زیادہ ہے ۔

ثواب الاعمال شیخ صدوق ۹۴ /اکامل الزیارات باب ۴ حدیث ۸ /کافی ۵۸۴ /۴ تہذیب الاحکام ۴۷ /۴ /۴

مدینۃ الزائرین

عتبہ مقدسہ امام حسین علیہ السلام کے جہاں اور بھی بہت سے منصوبے ہیں ان میں سے ایک کربلا شہر کے گرد و نواح میں زائرین امام حسین علیہ السلام کیلئے مختلف مقامات پر ٹاؤن بنائے جائیں جہاں زائرین کی رہائش کے ساتھ ساتھ مکمل سہولیات بھی مہیا کی جائیں اور اس سے کربلا شہر کی وسعت میں بھی اضافہ ہوگا۔ الحمد للہ اس منصوبے کی ابتداء ہو چکی حال ہی میں کربلا سے بابل روڈ پر ایک ٹاؤن مدینۃ الزائرین کے نام سے افتتاح کیا گیا۔ جو لوگ پیدل زیارت امام حسین علیہ السلام کے لئے آتے ہیں ان کے لئے خاص طور پر آرام کی سہولت ہو گی۔ عتبہ مقدسہ امام حسین علیہ السلام کی انتظامیہ کا مقصد زائرین امام حسین علیہ السلام کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنا اور ان کے لئے سہولیات فراہم کرنا ہے۔ مدینۃ الزائرین مکمل ہونے کے بعد سارا سال جو زائرین کربلا آتے ہیں ان کو کوئی پریشانی نہ ہو گی اور وہ آسانی سے زیارت کر سکیں گے۔

اسی نوعیت کا ایک منصوبہ کربلا بغداد روڈ پر اور دوسرا کربلا نجف روڈ پر بنایا جا رہا ہے۔ یہ کربلا کے بالکل قریب ہیں اور ان کا افتتاح بھی جلد کیا جائے گا۔

انجینئر جاسم محمد جاسم کے مطابق کربلا بابل روڈ پر جو ٹاؤن بنایا گیا ہے یہ حرم امام حسین علیہ السلام سے چار کلومیٹر کے فاصلے پر ہے جس کا رقبہ پچاس ہزار مربع میٹر ہے اور اس طرح کے کئی منصوبے مختلف شہروں میں زائرین کی خدمت کے لئے بنائے جائیں گے۔ فی الحال ۶ ٹاؤن بنائے جا رہے ہیں جن میں تین وزارت بلدیہ کے تابع ہیں اور یہ بہت جلد مکمل ہو جائیں گے۔ ان میں مندرجہ ذیل سہولیات زائرین امام حسین علیہ السلام کے لئے فراہم کی جائیں گی۔

۱۔ ۱۳ تیرہ عدد بڑے ہال ہوں گے۔
۲۔ طہارت خانے، وضو خانے اور غسلخانہ ہوں گے۔
۳۔ ڈائننگ ہال ڈبل سٹوری ہو گا جہاں بیک وقت ۱۰۰۰ زائرین کھانا کھا سکتے ہیں۔
۴۔ ایک بڑی مسجد جس میں ۵۰۰ نمازی بیک وقت نماز ادا کر سکیں گے۔
۵۔ ۶ عدد فلیٹ عتبہ کے خاص مہمانوں کے لئے ہوں گے۔
۶۔ ۲۴ پورشن عتبہ مقدسہ کے وفود کے لئے ہوں گے۔
۷۔ ایک بڑا ہسپتال ہو گا جو عتبہ مقدسہ کے مسئول کی ہدایت سے پورا سال کھلا رہے گا اس دوران قریبی آبادی کے مومنین کے لئے خدمات موجود ہوں گی۔
۸۔ زائرین کے لئے ٹیلیفون ایکسچینج موجود ہو گی۔
۹۔ واٹر ٹرانسپلانٹ سسٹم موجود ہو گا۔
۱۰۔ بجلی کی بلا تعطل فراہمی کے لئے جنریٹرز کا انتظام ہو گا۔

یہ تمام سہولیات زائرین امام حسین علیہ السلام کو فراہم کی جا رہی ہیں جو عتبۃ الحسینیہ کے اہم ترین مقاصد میں سے ایک ہے۔

شہید الثانی

علامہ شہید ثانی رضوان اللہ علیہ۔

ولادت۔۱۴۹۰عیسوی۹۰۱ہجری وفات۔۱۵۴۴عیسوی۹۶۵ہجری

• آپ کانام۔

شیخ زین الدین علی بن شیخ نورالدین بن فاضل احمد بن جمال الدین بن تقی الدین ہے۔

شہید ثانی اورابن حجۃ آپ کے مشہور القاب ہیں۔

• آپ کی ولادت ۔

آپ ۹۱۱ ھجری کو جبل عامل میں پیدا ہوئے آپ کے ابائو اجداد بہت بڑے عالم ،فاضل، مجتھد تھے اور آپ کے خاندان میں چھ پشتوں سے مسلسل فقھا اور مجتھدیں چلے آرہے تھے۔

• آپ کا سفر۔

تیس سال تک آپ کی زندگی سفر میں گزری ان میں سے بعض سفر اعلیٰ تعلیم کی خاطر کئے اور بڑے بڑے علماء کے پاس گئے۔ حصول علم کیلئے آپ نے میس کرک نوح ،جبل ،دمشق، مصر، حجاز، بعلبک ،روم، حلب اور دیگر شہروں کا سفر کیا۔پھر حج وعمرہ کیلئے سفر کیا بیت المقدس کی زیدات کیلئے گئے اور پھر عراق کا سفر کیا جس میں نجف الاشرف،کربلا معلی،کاظمین اور سامراء کی زیدات سے مشرف ہوئے آپ علم فقہ ،علم اصول، علم حدیث، علم ھیت ،علم فلک، علم طب ،علم ریاضیات ،علم نحو ،علم صرف، علم بلاغت ،علم شعر ،علم قرائت ،علم ادب، علم فلسفہ ،علم لغت، علم عقلیات ،علم منطق اور علم کلام کے بہت بڑے عالم تھے۔

آپ کے شاگرد محمد بن علی عودی نے اپنے رسالے میں شہید کے حالات لکھے ہیں ان میں ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ شہید ثانی جب مصر میں تھے تو ایک رات خواب میں رسول خدا(صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی زیدت کی تورسول خدا نے آپ کو شہادت کی بشارت دی۔

دوسری کرامات۔ محمد بن علی بن حسن لکھتے ہیں کہ آپ کی تالیفات میں سے پہلی کتاب شرح ارشاد ہے جب آپ یہ کتاب لکھ رہے تھے تو کسی کو بھی خبر نہیں تھی حتی مجھے بھی اس کا علم نہیں تھا پس ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ شہید ثانی ایک عالی شان منبر پر تشریف فرما ہیں۔ اور خطبہ پڑھ رہے

ہیں فصاحت وبلاغت میں اس خطبہ کی کوئی مثال نہیں تھی جب دوسرے دن میں نے اس خواب کا تذکرہ کیاتو اسی وقت آپ اپنے گھر میں گئے اور جب واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی اور جب میں نے دیکھی تو وہ ہی کتاب شرح ارشاد تھی اور اس کا خطبہ کمال فصاحت وبلاغت براعۃ وحسن ترصیع اور خصوصاو بلاغت استھلال پر مشتمل تھا۔ اور یہ وہی خطبہ تھا جو میں نے رات کے وقت سنا تھا اور شہید نے مجھے اس بات کو مخفی رکھنے کا حکم دیا۔

شیخ علی بن محمد بن حسن بن زید الدین لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے علاقہ کے بعض ثقہ لوگوں سے سنا ہے کہ شہید ثانی نے خواب دیکھا کہ وہ جنت میں سیر کررہے ہیں اور ایک جگہ علماء کرام کی کثیر تعداد میں کرسیاں لگی ہوئی تھیں۔ اور ان پر مشہور علماء تشریف فرماء تھے شہید اول کے ساتھ ایک کرسی خالی تھی جس پر کوئی بھی نہیں بیٹھا تھا۔ شہید ثانی نے پوچھا یہ کرسی کس کیلئے ہے تو سب نے کہا یہ آپ کیلئے ہے پس اس وقت شہید ثانی کو معلوم ہوگیا کہ وہ عنقریب شہید ہو جائیں گے۔ پس انھوں نے شہید اول کی تالیفات پر تتبع کیا۔ شہید ثانی کی کرامات میں سے ایک یہ بھی کرامت مشہور ہے کہ جب وہ اپنے قلم کو ایک بار دوات میں ڈبوتے تو وہ ایک ہی مرتبہ میں تیس تیس سطریں لکھ ڈالتے۔

آپ کے خط سے لکھی ہوئی سو (۱۰۰) کتابیں پائی گئی ہیں یہ ان کے علاوہ ہیں جو حالیہ خراب ہوئی یا جلادی گئیں آپ کی تالیفات میں کتاب روضۃ البھیۃ فی شرح لمعۃ الدمشقیہ تمام طلاب، معلمین متکلمین اور ہر زمانے کے فقہا کیلئے مرجع ہے۔

• تالیفات۔

(۱) ارشاد (۲) روضہ البھیہ فی شرح لمعہ الدمشقیہ (۳) تمھید قواعد الاصولیہ والعربیہ (۴) حقائق الایمان (۵) منیۃ المرید فی آداب المفید والمستفید (۶) کشف الریبہ عن احکام الغیبہ (۷) الدرایہ (۸) جوابات مسائل (۹) مسکن الفواد عند فقد الاحبہ الاولاد (۱۰) مسالک الافھام فی شرح شرائع الاسلام آپ کی مشہور تالیفات ہیں ۔

• آپ کی شہادت۔

کتاب امل آلامل میں آپ کی شہادت کا سبب کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ شہید ثانی حج بیت اللہ کیلئے مکہ تشریف لے گئے تاکہ کچھ عرصہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہیں کیونکہ انہی دنوں قاضی سعید آپ کے پیچھے لگا ہوا تھا اس نے سلطان روم کو خط لکھا کہ بلادشام میں ایک شخص بدعت پھیلا رہا ہے اور وہ مذہب اربعہ سے خارج ہے بادشاہ نے لکھا اس شخص کو زندہ میرے پاس لایا جائے ہم علماء سے اس کا مناظرہ کروائیں گے تاکہ اس کے مذہب کا پتہ چل سکے پھر اس کے بعد فیصلہ کریں گے جو شخص آپ کو لینے کیلئے آیا تھا اس نے لوگوں سے آپ کے بارے پوچھا لوگوں نے بتایا کہ وہ مکہ چلے گئے ہیں وہ شخص آپ کے پیچھے چلا گیا۔ مکہ سے پہلے راستے ہی میں ملاقات ہوگئی اس نے شہید سے کہا آپ کو سلطان روم نے طلب کیا ہے شہید نے اس سے کہا آپ صبر کریں مجھے حج کرنے دیں اس کے بعد جہاں آپ کا جی چاہے لے جانا۔ اس نے اس بات کو قبول کرلیا حج سے فارغ ہونے کے بعد اس نے شہید کو گرفتار کیا پھر روم کی طرف چل پڑے راستے میں ایک آدمی آیا اور اس نے شہید کے بارے میں پوچھا یہ کون ہے اس نے بتایا یہ شیعہ امامیہ کے علماء میں سے ہے اسے سلطان کے پاس لے جارہا ہوں اس آدمی نے اس سے کہا تو نے راستے میں اس پر سختی کی ہے اور اس کو اذیت دی ہے کیا یہ سلطان کے سامنے آپ کی شکایت نہیں کرے گا۔ اور پھر وہاں پر اس کے دوست دار اس کی مدد کریں گے بہتر ہے تو اس کا سر قلم کرکے سلطان کے پاس لیجا۔ اس شیطان کے بہکانے کے بعد یہ ملعون شخص آپ کو سمندر کے کنارے لے گیا اور سر قلم کردیا۔

اسی رات اس جگہ موجود ترکمانی قبیلے نے آسمان سے انوار کو نازل ہوتے ہوئے اور بلند ہوتے دیکھا۔ تو انہوں نے آپ کے جسد مبارک کو اسی مقام پر دفن کردیا اور اس کے اوپر خوبصورت قبہ تعمیر کیا۔ وہ ملعون جب آپ کا سر مبارک لے کر سلطان کے پاس پہنچا تو سلطان نے کہا میں نے تمھیں اس عالم کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا تو نے اسے کیوں قتل کیا اس کے بعد وہاں پر ایک وزیر عبدالرحیم عباسی کے کہنے پر سلطان نے اس ملعون کو اس جرم میں قتل کرنے کا حکم دیا ۔

آپ کے سن شہادت میں اختلاف ہے بعض نے ۹۷۵ ہجری لکھا ہے۔

شیخ علی جو شہید کے پوتے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ آپ کی شہادت ۹۶۵ ہجری کو ہوئی ہے۔

تذکرۃ العلماء میں ہے کہ آپ کی شہادت ۹۶۶ ہجری کو ہوئی۔

بعض کتب میں آپ کے قتل کی حکایت کچھ اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ مکہ میں حج کے دوران آپ کو سلطان سلیم کے حکم سے گرفتار کیا گیا۔ اور مکہ کے مختلف گھروں میں ایک ماہ دس دن تک حبس بے جا رکھا گیا۔ اس کے بعد قسطنطنیہ کی طرف جاتے ہوئے راستے میں آپ کو قتل کردیا گیا۔ اور تین دن تک آپ کی لاش ساحل پر پڑی رہی اور اس کے بعد سمندر میں پھینک دی گئی۔

حوالہ کتاب تاریخ علماء نجف اشرف ۔زیر مطبوعہ۔ تالیف سید احسن علی زیدی نجفی۔

حرم مطہر کی طرف سے زائرین کے لئے ٹرانسپورٹ کی سہولت

سید حسین حیدر نقوی

انتظامیہ حرم امام حسین کی طرف سے زائرین کے لئے اندرون عراق مقامات مقدسہ کی زیدات کے لئے بہترین ٹرانسپورٹ کی خدمات فراہم کی جاتی ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے

(۱) زیارات سامراء و بلد

سامرہ اور بلد میں سید محمد علیہ السلام کی زیارت کے لئے ۔ہفتہ میں چار دن :بروز ہفتہ ،سوموار ،بدھ اور جمعہ کو بس سروس ہوتی ہے ۔جس میں فی نفر ۱۲۰۰۰ دینار عراقی کرایہ ہے ،یہ بس سروس صبح ۳۰:۵ بجے حرم امام حسین کے باب سدرہ سے روانہ ہوتی ہیں اور واپسی پر زائرین کو اسی جگہ لا کر چھوڑ دیتی ہیں۔

(۲) کاظمین اور مسیّب میں فرزندان مسلم بن عقیل کی زیارت کیلئے

ہفتہ میں چار دن :بروز ہفتہ ،سوموار ،بدھ ، اور جمعہ کو بس سروس ہوتی ہے جس میں فی نفر ۷۰۰۰ دینار عراقی کرایہ ہے یہ بس سروس صبح ۳۰:۵ بجے امام حسین کے حرم باب سدرۃ سے روانہ ہوتی ہیں اور واپسی پر زائرین کو اسی جگہ لاکر چھوڑ دیتی ہیں۔

(۳) نجف اشرف

جامع کوفہ ،میثم تمار ،حضرت خدیجہ بنت علی علیہ السلام ،حضرت امیر مسلم ،حضرت ہانی بن عروہ ،حضرت مختار ثقفی ،بیت امام علی ،دربار ابن زیاد ، مسجد سہلہ ،مسجد زید بن صوحان اور مسجد صعصہ بن صوحان کی زیارت کے لئے ہفتہ میں سات دن سروس ہوتی ہے فی نفر کرایہ ۵۰۰۰ دینار عراقی اے سی سروس .اور نان اے سی کے لئے ۳۰۰۰ دینار عراقی کرایہ ہے۔

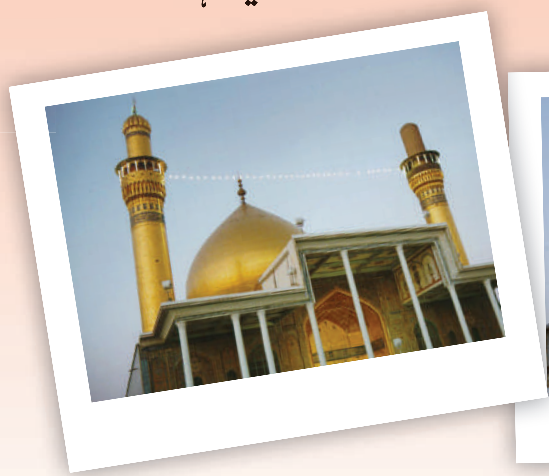

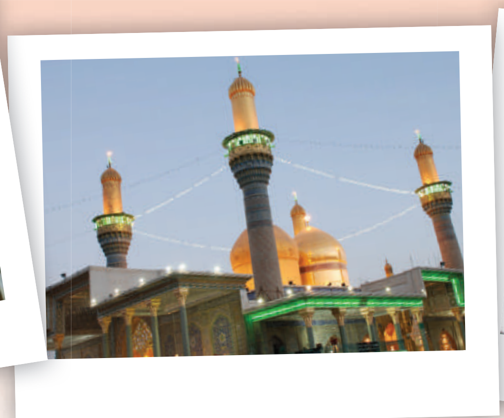

مقامات روانگی صرف بروز منگل

(۱)مقام روانگی حرم امام حسین باب السدرہ صبح ۶:۳۰بجے

(۲)شارع قبلہ امام حسین قرب مقام ابن فہد حلی

(۳)مقابل بلدیہ کالوني البلديات

(۴)مسجد امام جواد کالوني الاسرائ

(۵)مسجد کالوني النقيب

(۶)مسجد امام متقین کالوني الحر ۔مندرجہ بالا مقامات سے دوپہر ۱۲ بجے روانگی ہوتی ہے

(۷)حلہ میں حضرت عباس علمدار کے پوتے حضرت حمزہ اور حضرت قاسم ابن امام موسیٰ کاظم علیہم السلام اور امام حسن علیہ السلام کی شہزادیوں (بنات الحسن) کی زیارت کے لئے ہر جمعہ بس سروس ہوتی ہے فی نفر کرایہ ۵۰۰۰ دینار عراقی ہے مقام روانگی حرم امام حسین باب السدرہ صبح ۶:۳۰ بجے ہے ۔

حرم مقدس امام حسین علیہ السلام کی طرف سے زیارات مقدسہ کے لئے ہفت روزہ پروگرام

دن	مقام زیارات	ٹکٹ کی قیمت	مقام روانگی	وقت روانگی
ہفتہ	نجف, کوفہ , سہلہ	۵۰۰۰ دینار	باب (گیٹ) السدرہ	صبح ۶،۳۰ بجے
	کاظمین , مسیب	۷۰۰۰ دینار	باب (گیٹ) السدرہ	صبح ۵،۳۰ بجے
	سامراء , سید محمد (بلد)	۱۲۰۰۰ دینار	باب (گیٹ) السدرہ	صبح ۵،۳۰ بجے
اتوار	زید بن علی,مقام ابراھیم,بکر بن علی,رشید الھجری	۵۰۰۰ دینار	باب (گیٹ) السدرہ	صبح ۶،۳۰ بجے
	نجف, کوفہ , سہلہ	۵۰۰۰ دینار	باب (گیٹ) السدرہ	صبح ۶،۳۰ بجے
سوموار	سامراء , سید محمد (بلد)	۱۲۰۰۰ دینار	باب (گیٹ) السدرہ	صبح ۵،۳۰ بجے
	نجف, کوفہ , سہلہ	۵۰۰۰ دینار	باب (گیٹ) السدرہ	صبح ۶،۳۰ بجے
	کاظمین , مسیب	۷۰۰۰ دینار	باب (گیٹ) السدرہ	صبح ۵،۳۰ بجے
منگل	نجف, کوفہ , سہلہ	۵۰۰۰ دینار	مختلف مقامات سے	دوبھر ۱۲،۰۰ بجے
	مسیب, حر ,عون,محمد بن عقیل	۳۰۰۰ دینار	باب (گیٹ) السدرہ	صبح ۶،۳۰ بجے
بدھ	سامراء , سید محمد (بلد)	۱۲۰۰۰ دینار	باب (گیٹ) السدرہ	صبح ۵،۳۰ بجے
	نجف, کوفہ , سہلہ	۵۰۰۰ دینار	باب (گیٹ) السدرہ	صبح ۶،۳۰ بجے
	کاظمین , مسیب	۷۰۰۰ دینار	باب (گیٹ) السدرہ	صبح ۵،۳۰ بجے
جمعرات	نجف, کوفہ , سہلہ	۵۰۰۰ دینار	باب (گیٹ) السدرہ	صبح ۶،۳۰ بجے
جمعہ	سامراء , سید محمد (بلد)	۱۲۰۰۰ دینار	باب (گیٹ) السدرہ	صبح ۵،۳۰ بجے
	نجف, کوفہ , سہلہ	۵۰۰۰ دینار	باب (گیٹ) السدرہ	صبح ۶،۳۰ بجے
	کاظمین , مسیب	۷۰۰۰ دینار	باب (گیٹ) السدرہ	صبح ۵،۳۰ بجے
	حمزہ, قاسم, بنات الحسن	۵۰۰۰ دینار	باب (گیٹ) السدرہ	صبح ۶،۳۰ بجے

صدر مجلس العلماء الشیعہ یورپ کی روضۃ الحسینی کے ساتھ ملاقات

یورپ میں ہمارا اہم مقصد اسلام، مذہب اہل بیت علیہم السلام اور رسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شخصیت کا تعارف کرانا ہے۔
حجۃ الاسلام سید علی رضا رضوی

برطانیہ میں 70 سے زیادہ مذہبی مراکز اور امام بارگاہیں موجود ہیں اور ان تمام دینی مراکز میں خواتین و حضرات اور خصوصا نوجوانوں کے لئے فقہ، تاریخ، عقائد اور اخلاق کے دروس کا اہتمام کیا جاتا ہے جن میں مذہب اہل بیت کی ترویج کی جاتی ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ اس نے ہمیں مذہب اہلبیت علیہم السلام کی نشر و اشاعت کی نعمت سے نوازا ہے اور ان ممالک میں ہمیں مذہب کی خدمت کا موقع دیا ہے جہاں پر اصل دین محمدی اور اسلام سے کم لوگ واقف ہیں اس سلسلے میں ہم محبان محمد و آل محمد کے تعاون سے علمی و دینی مراکز کی تاسیس میں کوشاں ہیں۔

مجلس العلماء الشیعہ یورپ کے صدر حجۃ الاسلام السید علی رضا رضوی نے اپنے وفد کے ہمراہ روضۃ الحسینیۃ کی مجلس تحریر کے ساتھ انکے مرکزی دفتر کربلاء المقدسہ میں ایک ملاقات کی جس میں انہوں نے رسالۃ روضۃ الحسینی کے متعلق سراہا کہ یہ ایک خوش آئند قدم ہے کہ کربلا کی مقدس سرزمین سے پہلی مرتبہ اردو زبان میں روضۃ الحسینی کی اشاعت ہوئی۔ اس انٹرویو کا تفصیلی احوال پیش خدمت ہے

روضۃ الحسینی :- قبلہ صاحب آپ بتائیں کہ مجلس علماء شیعہ یورپ کی کیا سرگرمیاں ہیں ؟

جواب :- مجلس علماء شیعہ یورپ کی کافی فعالیت ہے جس میں انہوں نے اسلامک سنٹرز قائم کئے اور امام بارگاہیں اور مساجد تعمیر کی ہیں جس کی وجہ سے آج برطانیہ میں ماشا اللہ ۷۰ سے زیادہ اسلامک سنٹرز اور امام بارگاہیں موجود ہیں جن میں نوجوان خواتین و حضرات کے لئے دینی تعلیمات کا اہتمام ہے۔ خصوصا وہ بچے اور بچیاں جن کی عمر پانچ سال ہے ان پر زیادہ توجہ دی جا رہی ہے ان کے لئے فقہ، عقائد، اخلاق اور تاریخ کے اساتذہ کا اہتمام کیا گیا ہے اس کے علاوہ انگریزی زبان میں ایک رسالہ بھی نکالا ہے جس میں مسلمین و محبان اہل بیت کی اخبار اور مجلس شیعہ یورپ کی فعالیت کی ترجمانی ہوتی ہے۔

> آج برطانیہ میں ماشا اللہ ۷۰ سے زیادہ اسلامک سنٹرز اور امام بارگاہیں موجود ہیں جن میں نوجوان خواتین و حضرات کے لئے دینی تعلیمات کا اہتمام ہے۔

روضۃ الحسینی :- کچھ عرصہ سے بار بار رسول خدا صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں توہین آمیز حرکات کی جا رہی ہیں آپ کے خیال میں ایسا کیوں ہے ؟

جواب :- یہ ایک ایسی مذموم حرکت ہے جس میں رسول خدا کی شان میں گستاخی کی گئی اور اسلام اور مسلمین کے بارے جسارت کی گئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایسی حرکت کرنے والوں کے کچھ خاص مذموم مقاصد اور اہداف ہیں۔ یہ سب مسلمانوں کی بے حسی کمزوری اور دین سے دوری کی وجہ سے ہے اس کا دوسرا رخ یہ ہے کہ بعض مغربی ممالک اور ان میں موجود شدت پسند تنظیمیں چاہتی ہیں کہ مسلمان آپس میں متحد نہ ہوں اور انھی کا سکہ ساری دنیا پر چلتا رہے۔ جب تک مسلمان متحد نہیں ہوں گے اس وقت تک ان کا ہدف بنتے رہیں گے۔

روضۃ الحسینی :- کیا مغربی معاشرہ اس عظیم شخصیت (رسول اکرم صل اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے نا آشنا، نابلد ہے ؟

جواب:- اکثر مغربی معاشرے رسول اکرم ﷺ کی ذات سے اچھی طرح واقف نہیں اور نہ ہی ان کو آپ کا صحیح تعارف ہے۔ اس کے علاوہ بعض مغربی معاشرے مسلمانوں کے درمیان اضطراب پیدا کرنے پر عمل پیرا ہیں کیونکہ وہ ہر اسلامی تحریک سے خوف زدہ ہیں۔ جس طرح مغرب والوں

نے رسول اکرم کی شان میں گستاخی کی ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں بھی جسارت کی گئی ہے ۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم ان کی ایسی حرکات پر کوئی مظاہرہ یا احتجاج نہ کریں جس طرح حضرت عیسیٰ کے بارے میں مظاہرے اور احتجاج نہیں ہوئے ۔

روضۃ الحسینی :- اس بارے میں مسلمانوں کا یورپ میں کیا رد عمل ہے ؟

جواب:-یورپ میں بھی مسلمانوں نے زبردست مظاہرے کئے اور رسول خدا کی شان میں توہین آمیز فلم کے خلاف سڑکوں پر بھرپور احتجاج کیا اور مسلمانوں نے رسول اللہ کی قدسیت ، اہمیت و عظمت کو بیان کیا۔

روضۃ الحسینی :- کیا آپ شیعہ جدید میڈیا کی ضرورت محسوس نہیں کرتے جو دوسرے معاشروں کو آگاہ کرے؟

جواب:-اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ مغربی معاشروں کے مطابق اور ان کی زبان میں گفتگو کریں مثلا برطانیہ میں ٹی وی اور ریڈیو انگریزی زبان میں کام کریں یا آپ کتاب لکھتے ہیں تو ضروری ہے کہ وہ انگلش میں ہو اور اسی طرح امریکہ جرمنی اور دیگر مغربی ممالک میں بھی اسلام پر کام انگریزی زبان میں ہو اور ایسے پروگرامز نشر کیے جائیں جو دیکھنے والوں سننے والوں اور پڑھنے والے مغربی افراد پر اثر انداز ہوں۔ اسی مقصد سے برطانیہ میں ہدایت ٹی وی چلا رہے ہیں جس کی نشریات مغربی ممالک کے ناظرین بہت پسند کرتے ہیں۔

روضۃ الحسینی :- اسلامی تبلیغات کا سلسلہ ہے اور مغرب میں شیعیت قبول کرنے والوں کی تعداد کیا ہے ؟

جواب :-اسلامی تبلیغات کا سلسلہ مغرب میں بہت کمزور ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ مبلغ ان کی زبان میں ان سے بات کرے اور ان مبلغین کی تعداد بھی زیادہ ہونی چاہیئے اب جو مبلغین ان کی زبان میں بات کرتے ہیں ان کی دینی معلومات کمزور ہیں یا کچھ ثقافتی کمزوریاں بھی ہیں۔ یعنی انگلش اچھی بولتے ہیں مگر اتنی معلومات دین کے متعلق نہیں ہیں کہ دوسرے کو قائل کر سکیں ۔انتہائی نا مساعد حالات کے باوجود یہاں یورپ میں مستبصرین کی تعداد کافی زیادہ ہے جو شیعیت کو قبول کرتے رہتے ہیں ور ہر مہینہ کوئی نا کوئی مستبصر شیعہ مذہب قبول کرتا ہے۔

روضۃ الحسینی :- کیا مسلمان اور مذہب اہل بیت کی اتباع کرنے والے یورپ میں اپنی مذہبی رسومات کو آزادی سے ادا کرتے ہیں ؟

جواب:-یورپ میں ہر ایک کو آزادی ہے اسی طرح مسلمانوں اور مذہب اہل بیت علیہم السلام کی اتباع کرنے والوں کو بھی باقی لوگوں کی طرح آزادی ہے ۔ثقافتی ، دینی و مذہبی رسومات ادا کرنے اور اسلامی مراکز ، میڈیا اور دینی تبلیغ میں ان کو حریت حاصل ہے ۔

روضۃ الحسینی :- مغرب میں مرجعیت کو کس نظر سے دیکھا جاتا ہے خصوصا آیۃ اللہ العظمیٰ السید علی الحسینی السیستانی دام ظلہ کے بارے میں ۲۰۰۳ ء کی تبدیلیوں کے بعد کیا تاثرات ہیں ؟

جواب:-اہل مغرب شروع میں مرجعیت کے بارے میں اتنی معلومات نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی ان کو مراجع عظام کی اہمیت کا ادراک تھا۔ ان کا خیال تھا کہ مرجعیت ضعیف ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ نظام سابق میں ظالم حکومت نے علماء اور رجال دین کو محصور کر رکھا تھا۔ اہل مغرب جانتے ہیں کہ عراق کی اکثر آبادی شیعہ ہے جو مرجعیت کے تابع ہے اور مراجع عظام کے ساتھ ان کا تمسک ہے جو طاغوت کے خلاف ایک بڑی طاقت ہے ۔ البتہ اب پہلے سے مختلف نظریات ہیں خصوصا عراقی دستور اور عراقی الیکشن کے دوران مرجعیت کے کردار کی وجہ سے مرجعیت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

روضۃ الحسینی :- دور حاضر میں اہل مغرب مسلمانوں کو کس نظر سے دیکھتے ہیں ؟

جواب:-عام طور پر اہل مغرب معتدل اسلامی اور غیر معتدل کے بارے میں فرق رکھتے ہیں اور اسی طرح شیعہ اور غیر شیعہ میں بھی تمیز کرتے ہیں لیکن بعض سیاسی حضرات جاننے کے باوجود بھی شدت پسندوں کی کمک کرتے ہیں تا کہ مسلمانوں کی صورت کو بگاڑا جائے اور سیاسی حالات کو تبدیل کیا جائے۔

”یورپ میں بھی مسلمانوں نے زبردست مظاہرے کئے اور رسول خدا کی شان میں توہین آمیز فلم کے خلاف سڑکوں پر بھرپور احتجاج کیا“

رضاً بقضائه وتسلیماً لامره

کربلا کا میدان ہے تین دن کی بھوک اور پیاس ہے بچوں اور خواتین کا ساتھ ہے اس لق و دق صحرا میں لاکھوں دشمنوں نے نواسہ رسول اکرم کو گھیرا ہوا ہے ایک فاسق و فاجع کی بیعت کا مطالبہ ہے جس پر نواسہ رسول کا جواب ہے نہیں

جناب قاسم شہید ہوگئے عباس و اکبر رن میں سو گئے تمام اصحاب و رفقاء ساتھ چھوڑ گئے ایسے میں صدا گونجی ہل من ناصر ینصرنا اور اس صدا پر بلا تامل لبیک کہا چھ ماہ کے شہزادہ علی اصغر علیہ السلام نے ۔ نواسہ رسول نے امت سے پانی طلب کیا امت نے تین شاخہ تیر سے پیاس علی اصغر کو بجھایا اس موقع پر امام حسین علیہ السلام نے لاشہ پسر کو عرش کی جانب بلند فرمایا اور کہا

رضاً بقضائه و تسلیماً لامره

میں اللہ کی رضا پر راضی ہوں اور سر تسلیم خم کرتا ہوں اسکی قضا و حکم پر

السلام عليك يا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

وعلى أهل بيتك الطاهرين عليهم السلام

مجلہ روضہ حسینی

میں آپ بھی اپنی تحریریں بھیج سکتے ہیں

"مجلہ **الروضة الحسينية** عربی
armag@imhussain.com

"مجلہ **النهضة الحسينية** انگلش
enmag@imhussain.com

"مجلہ **آستان حسینی** فارسی
permag@imhussain.com

"مجلہ **النهضة الحسينية** فرنچ
frmag@imhussain.com

"مجلہ **النهضة الحسينية** جرمنی
demag@imhussain.com

"مجلہ **روضہ حسینی** اردو
permag@imhussain.com

"مجلہ **النهضة الحسينية** ترکی
tr@imhussain.com

شعبہ اطلاعات ونشریات حرم مقدس امام حسین اچھے مصنفین مؤلفین مترجمین کی حسینی ثقافت پر مشتمل تحریریں جو ھمارے مجلہ کے معیار کے مطابق ہو کو نشر کرنے کے لئے آپکی شرکت کے منتظر ہیں ،تاھم ہمیں اپنی پالیسیوں کے مطابق تحریر میں رد وبدل کا اختیار ھوگا

اپنی تحریریں آپ بھیج سکتے ہیں حرم مقدس امام حسین علیہ السلام شعبہ اطلاعات ونشریات کربلاء معلیٰ عراق

یا ایمیل

alrawdhamag@yahoo.com

armag@imhussain.com

اپنی تصویر ھمراہ اپنا تعارف ضرور بھجیں